بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ **بدر** قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے — ششماہی ۵۰-۳ — ممالک غیر ۵۰-۰ — فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۱۰ | ۱۶ تبلیغ ۱۳۴۰ ہش | ۲۹ شعبان ۱۳۸۰ھ | ۱۶ فروری ۱۹۶۱ء | نمبر ۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۱ فروری وقت ۹ بجے صبح۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ
اس وقت طبیعت بفضلہ تعالیٰ نسبتاً اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی کامل و عاجل شفایابی اور درازیٔ عمر کیلئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان ۱۴ فروری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

۱۴ فروری۔ حسب دستور سابق نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے امسال بھی رمضان المبارک میں نماز ظہر و عصر مسجد اقصیٰ میں روزانہ درس القرآن کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ درس حسب ذیل پروگرام کے ماتحت جاری رہے گا۔
(۱) محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب پہلے چھ پارے (۲) مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل بقاپوری ساتویں پارے سے اٹھارویں پارہ تک (۳) مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل انیسویں پارہ سے آخر تک۔
مسجد مبارک و اقصیٰ میں بوقت نماز عشاء کے بعد نماز تراویح علی الترتیب مکرم حافظ صلاح الدین صاحب اور مکرم حافظ سلطان علی صاحب شاہجہانپوری پڑھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے سب احباب کو رمضان کی برکات سے متمتع ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔

پیشگوئی مُصلح موعود۔ ایک رحمت کا نشان!

اُس زمانے میں جبکہ ابھی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے خاص الہام کے ذریعے ایک عظیم الشان صفات والے اولوالعزم فرزند کی بشارت دی۔ یہ بشارت خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو اُن متضرعانہ دعاؤں کے بعد ہوئی جو آپ نے آریوں اور بعض دوسرے مخالفین کی طرف سے نشان نمائی کے مطالبہ پر باذنِ الٰہی ہوشیارپور کا سفر اختیار کرکے وہاں کی تھیں اور اس غرض سے کی تھیں کہ وہ آپ کو اسلام کی تائید میں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی حقانیت کے اظہار کے لئے ایک ایسا نشان دے جسے دیکھنے کے بعد ہر شخص یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے کہ ایسا نشان انسانی تدبیر اور کوشش سے ظاہر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ عظیم الشان بشارت ملنے کے بعد آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اسے ایک اشتہار کے ذریعے دنیا میں شائع فرمایا۔ اور اس میں بشارت کے الہامی الفاظ درج کرتے ہوئے رقم فرمایا:-

★ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ و عزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کرکے فرمایا:-

میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لاویں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہو گا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عنمائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔

★ مبارک ہے وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہو گا اور وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہو گا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا۔ دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔

ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہو گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہو گا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امرًا مقضیًا۔

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

ملک صلاح الدین ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے ... پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان۔ مورخہ ۱۶ر فروری ۱۹۶۱ء

ماہ رمضان ــــ اور ــــ رحمت کا نشان

جب یہ پرچہ احباب کرام تک پہنچے گا تو رمضان المبارک اپنی تمام برکتوں کے ساتھ شروع ہو چکا ہوگا۔ خدا تعالےٰ ہم سب کو اس کی برکات سے زیادہ سے زیادہ متمتع ہونے کی توفیق دے جس صورت میں کہ روحانی ترقی اور ریاضت نفس کے لئے روزوں کا تعاہد اور ان کا التزام بڑا ہی ضروری ہے۔ پھر کون مخلص احمدی ہے جو ماہ صیام کے اس زریں موقع کو ہاتھ سے جانے دے۔ اس بابرکت مہینہ کی عظمت و اہمیت کے متعلق قرآن کریم کا یہ بیان کافی بڑی ضمانت ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا

شهر رمضان الذی انزل
فیه القرآن هدی للناس
وبینات من الهدیٰ

کہ رمضان شریف کا مہینہ وہ ہے جس میں رشد و ہدایت سے پُر کامل و اتم کتاب قرآن مجید کے نزول کا آغاز ہوا اور اس عظیم الشان کتاب میں اس کی فضیلت کا ذکر ہوا۔

اس ماہ مبارک میں روزے کے التزام کے متعلق فرمایا:۔

فمن شهد منکم الشهر فلیصمه

تم میں سے جو اس مہینہ میں گھر پر موجود ہو اُسے روزے کا التزام چاہیئے

نیز فرمایا:۔

وان تصوموا خیر لکم۔ تمہارا روزے سے رہنا تمہارے لئے سراسر خیر و برکت کا موجب ہے

پھر ارشادات نبویہ سے بھی اس کے متعلق بہت روشنی ملتی ہے۔ چنانچہ ماہ صیام کی شان میں یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ اس کے شروع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اس سے اس پُر کیف روحانی ماحول کی طرف لطیف پیرایہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ جو روزوں کے التزام اور اُس کے لوازمات کے تعاہد سے اسلامی سوسائیٹی میں پیدا کیا جانا مقصود ہے۔

بیشک اصطلاحی رنگ میں روزہ نام ہے سحر سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور دیگر مخصوص تعلقات سے پرہیز کا۔ لیکن اگر اس کے ساتھ روزے کی اس روح کا خیال نہ رکھا جائے جو اصل مقصود ہے تو ایسا روزہ بھوک پیاس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اسی لئے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

من لم یدع قول الزور والعمل
به فلیس لله حاجة فی ان
یدع طعامه وشرابه

جو شخص روزے سے ہوتے ہوئے جھوٹ باتیں کہنے اور ایسے ہی بُرے عمل سے اجتناب نہیں کرتا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں ایسے روزے دار کے محض کھانے پینے سے باز رہنے کی کچھ قیمت نہیں۔ اور جو شخص حتی الامکان ان احکام کی بجا آوری کا خیال رکھتا ہے اور ان کے مطابق اپنے روزے کی روح کو حاصل کرنے کی سعی کرتا ہے اسکے لئے بارگاہِ رسالت سے اللہ تبارک و تعالےٰ کی یہ خوشخبری بھی بڑے ہی اطمینان کا موجب ہے کہ

"الصوم لی و انا اجزی به
کہ چونکہ روزہ میری رضا کیلئے رکھا گیا اسلئے میں خود ہی اس روزے کی جزا ہوں"

جہاں تک رمضان شریف کی فضیلت اور روزوں کی اہمیت کا تعلق ہے ایسی باتوں سے احباب جماعت بفضلہ تعالےٰ بخوبی واقف و آگاہ ہیں۔ بطور اشارہ اس قدر بیان کرنا کافی ہے۔ البتہ رمضان شریف کے بابرکت ایام سے زیادہ سے زیادہ روحانی فائدہ حاصل کرنے کے سلسلہ میں بطور یاد دہانی چند باتوں کا ذکر ضروری ہے۔

جیسا کہ اوپر آیت قرآنی کے حوالہ سے بیان ہو چکا کہ اس مہینہ میں قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا۔ اور روایات میں بھی آتا ہے کہ ہر سال رمضان شریف میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے اس لحاظ سے اس بابرکت مہینہ کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کا گہرا تعلق ہے اسلئے جہاں تک ہو سکے ان ایام میں قرآن کریم کی تلاوت پر زیادہ زور دیا جائے سادہ تلاوت کے ساتھ اگر اس کے معانی اور مطالب پر بھی نگاہ ہو تو یہ بات نُورٌ علیٰ نور ہے۔ جن مقامات میں اجتماعی درس القرآن کا انتظام ہو سکے اس کا اہتمام بھی کیا جانا چاہیئے۔ اور اگر ایسی صورت ممکن نہ ہو تو ہر شخص کو اپنے مشاغل سے اس قدر وقت نکالنے کی کوشش کرنی چاہیئے کہ کسی قدر حصہ قرآن پاک کا وہ تفسیر کے ساتھ مطالعہ کرے اول تو تفسیر کبیر ورنہ تفسیر صغیر سے یہ مقصد پورا ہو سکتا ہے

پھر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریک سے بھی فائدہ اٹھانا چاہیئے کہ ہر مخلص دوست اس بابرکت مہینہ میں کم سے کم اپنی کسی ایک کمزوری کو دور کرنے کا عہد کرے یہ طریق بھی ہر شخص کے بدیوں کے ترک کرنے اور نیکیوں کے حصول کی راہ کھولتا ہے اسلئے احباب کرام کو اس پر بھی عمل پیرا ہونیکی کوشش کرنی چاہیئے۔

روزہ کے تفصیلی احکام اور اس کے لوازمات پر نگاہ کرتے ہوئے یہ بات واضح ہے کہ روزہ میں مالی اور جانی ہر قسم کی عبادتوں کو بڑی حکمت کے ساتھ جمع کر دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے زکوٰۃ کی ادائیگی یا خدمت و اشاعت دین کے لئے جماعتی چندہ جات کی ادائیگی بھی گویا روزوں ہی کی تکمیل کا ایک حصہ ہے جس کی طرف ہر روزہ دار کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

بہرحال رمضان شریف کا بابرکت مہینہ شروع ہو گیا۔ خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے ہم سب کو اس مبارک مہینہ کی برکات سے بڑھ چڑھ کر متمتع ہونے کی توفیق دے اور ہمارے اندر ایک ایسا روحانی انقلاب لائے جو اس کی خوشنودی اور رضا کا موجب ہو تا رمضان اپنے حقیقی معنوں کے مطابق ہمارے دلوں میں روحانی تپش پیدا کرنے اور اس کی محبت کی حرارت کو تیز کرنے کا ذریعہ بن جائے۔ آمین۔

رحمت کا نشان

پیشگوئی دربارۂ "مصلح موعود" بلاشبہ ایک رحمت کا نشان ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حقیقت اسلام اور صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عطا فرمایا جس عظیم الشان خوشخبری کا اعلان آج سے پون صدی پہلے ہوا اس عرصہ میں اس پیشگوئی کا مصداق بھی ظاہر ہو گیا۔ اور اس کے حق میں بتائی گئی جملہ پیش خبریاں نہایت شاندار طریق پر پوری ہوئیں۔

اس پیشگوئی کی الہامی عبارت پوری تفصیل کے ساتھ اسی پرچہ کے پہلے صفحہ پر مندرج ہے جیسا کہ پیشگوئی کی تاریخ اشاعت سے ظاہر ہے کہ یہ غیبی اطلاع ایسے وقت میں حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو دی گئی جبکہ سیاسی لحاظ سے روئے زمین پر مسلمان اپنا عروج کھو چکے تھے اور ان پر تنزل کا تاریک زمانہ گذر رہا تھا۔ مسلمانوں کی طرح اسلام بھی حد درجہ کس مپرسی کی حالت میں پڑا تھا۔ مذہب کا حامی ہو یا مذہب کا مخالف جو بھی اٹھا اسی نے اس کو اپنے اعتراضوں کا نشانہ بنایا۔ اور مسلمان تھے کہ مخالفین کی یلغار کے سامنے بُری طرح پسپا ہو رہے تھے۔ ایسے وقت میں ایک دل تھا جو دینِ اسلام کے لئے پگھلا اور بارگاہ رب العزت میں گڑگڑایا اور اسلام کی تر و تازگی کے لئے اسلام ہی کے خدا سے ملتجی ہوا!!

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اس تفرع اور ابتہال کے ساتھ دعائیں کیں اور اس آہ و زاری کے عالم میں ارحم الراحمین سے کیا کچھ مانگا ــــ وہ کچھ تو ہوشیار پور کے مقام میں آپکی چلہ کشی سے ظاہر ہے اور کسی قدر اشارہ اس پاک وحی سے ملتا ہے جو اس عظیم الشان خوشخبری کے آغاز میں مذکور ہے۔!!

خدا تعالےٰ نے آپ کی دعاؤں کو شرف قبولیت کا شرف بخش کر آپ کو اسلام کی تجدید اور احیاء کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور اس مقصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے خدا تعالےٰ نے مصلح موعود کو جس کی نسبت اس عظیم الشان پیشگوئی میں اطلاع دی گئی تھی بھیجنے کا وعدہ فرمایا۔

جب حضور نے بالہام الٰہی اس بات کو شائع کیا کہ خدا تعالےٰ نو سالہ میعاد کے اندر الٰہی صفات سے متصف ایک فرزند آپ کو عطا فرمائے گا تو ظاہری حالات پر نگاہ کرتے ہوئے بعض لوگوں نے تو محض تولد فرزند پر ہی تمسخر اڑایا اور کہا:۔

"پہلے یہ بھی اطمینان ہو گیا کہ نو برس تک آپ کی بیوی زندہ رہے گی ہمارا الہام تو تین سال کے اندر اندر آپ سب کا خاتمہ بتلا رہا ہے۔"
(کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۵۹)

مگر علی رغم انف المذکور حسب پیشگوئی پیشگوئی کے مقررہ میعاد کے اندر آپ کے ہاں وہ پسر موعود پیدا ہوا۔ پھر خدا تعالےٰ کے سایہ میں جلد جلد بڑھا آخر آپ کی وفات کے بعد حسب پیشگوئی دوسرے نمبر پر آپ کا جانشین و خلیفہ اور جماعت کا امام بنا۔ خدا تعالیٰ نے اس کے ذریعہ سے اُن تمام باتوں کو یکے بعد دیگرے پورا کر دکھایا۔ وہ سامان کئے کہ آج اس عظیم المرتبت انسان کے کارنامے ساری دنیا کے لئے ایک کھلی کتاب کی طرح ہیں۔

ایک طرف پیشگوئی میں مذکورہ مصلح موعود کی بعثت کی اغراض پر نظر کیجئے اور دوسری طرف پیشگوئی کے مصداق کے ۴۷ سالہ درخشندہ عہد خلافت ربانی ص۱۲ پر

جلسہ یوم مصلح موعود

بتاریخ ۲۰ر فروری ۱۹۶۱ء

جماعت احمدیہ کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے امسال بھی "یوم مصلح موعود" ۲۰ر فروری کو منایا جا رہا ہے جملہ جماعتیں اس تقریب کو بہتر طور پر منانے کا انتظام فرمائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک ایمان افروز تقریر

افریقہ و شام میں اسلام و احمدیت کی کامیاب تبلیغ کے لئے زریں ارشادات

فرمودہ ۲ اپریل سنہ ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۲ اپریل ۱۹۵۲ء کو بعد نماز عصر مکرم مولوی جلال الدین صاحب قمر سابق مبلغ مشرقی افریقہ اور مکرم محمد سلیم الحسن الجابی کے ربوہ تشریف لانے پر ایک دعوتِ چائے کا انتظام فرمایا جس میں حضور نے زیادہ تر غیر ملکی طلباء کو شریک فرمایا۔ اس موقعہ پر حضور نے ایک تقریر بھی فرمائی جو ابھی تک شائع نہیں ہو سکی تھی۔ اب اسے اخبار "بدر" کے ذریعہ احباب کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

خاکسار محمد یعقوب (مولوی فاضل) انچارج شعبہ زود نویسی ربوہ

حضور نے فرمایا:-

میں نے آج زیادہ تر اُنہی طلباء کو بُلایا ہے جو غیر ممالک سے دینی تعلیم کے حصول کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ اگر مقامی لوگ زیادہ تعداد میں آجائیں تو پھر غیر ملکی طلباء کے ساتھ بات چیت کرنے کا موقع نہیں مل سکتا اور یہ تقاریب زیادہ تر اسی لئے ہوتی ہیں کہ بے تکلف نہ ایک دوسرے سے باتیں کی جا سکیں۔ گو باتیں تو عام بھی ہوتی ہیں لیکن بہرحال ان سے حجاب دور ہو جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ اگر اُن کے دل میں کوئی بات ایسی ہوتی ہے جو وہ ہم سے پوچھنا چاہتے ہوں تو وہ ایسے موقعہ پر وہ بے تکلفی کے ساتھ پوچھ سکتے ہیں اور اگر ہم کچھ کہنا چاہیں تو ہم بھی بے تکلفی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ اور اس طرح بار بار ملنے اور باتیں کرنے سے آپس کا حجاب اور تکلف دور ہو جاتا ہے۔

آج کی تقریب ایک تو مسٹر سلیم جابی صاحب کے اعزاز میں ہے۔ اور دوسرے مولوی جلال الدین صاحب قمر کے اعزاز میں ہے جو کئی سال تک خدمتِ اسلام کا کام کرنے کے بعد واپس آئے ہیں۔ میں نے پچھلی دفعہ جب شیخ مبارک احمد صاحب کو دعوت دی تھی تو اُس موقعہ پر بھی کہا تھا کہ افریقہ کی تبلیغ میں سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ ہندوستانی جن کے لئے اب ہندوستانی اور پاکستانی دو لفظ بولنے پڑتے ہیں۔ اُن میں ہماری تبلیغ بہت ہی کم ہے۔ اور جب تک اُن میں تبلیغ نہ کی جائے۔ افریقہ کی تبلیغ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جتنی دولت اور عزت اور رتبہ ہے وہ وہاں یا تو انگریزوں کے پاس ہے اور یا پھر اُن ہندوستانیوں کے پاس ہے۔ افریقن لوگ اپنے ملک میں رہنے کے باوجود اور وہاں کے باشندے اور اصل مالک ہونے کے باوجود ابھی اپنے ملک کی دولت اور سامانوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ اور ان کی موجودہ حالت بتا رہی ہے کہ ابھی وہ ایک لمبے عرصہ تک اسی حالت میں رہیں گے۔ پس طبعی طور پر وہ اپنی عزت کے لئے اور اپنے سامان معیشت کے لئے اور اپنے روزگار کے لئے دوسرے لوگوں کی طرف دیکھنے کے لئے مجبور ہیں۔ وہ ذاتی طور پر نہ آزاد پیشے اختیار کر سکتے ہیں اور نہ آزاد پیشوں کے اختیار کرنے کے سامان ہی اُن کے پاس موجود ہیں۔ مثلاً لوہار۔ بڑھئی، درزی اور دوسرے پیشہ ور افریقن لوگوں میں بہت کم ہیں۔ یہ کام یا تو انگریز فرمیں کرتی ہیں اور یا پھر ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہیں۔ چنانچہ جہاں بھی اس قسم کے پیشہ وروں کی ضرورت ہو وہ ہندوستانیوں سے مدد لینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ کچھ ادنیٰ درجہ کے کام وہ بھی کر لیتے ہیں۔ مگر جتنے بڑے بڑے ٹھیکے اور تجارتیں ہیں وہ یورپین لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر، بیرسٹر اور وکلاء وغیرہ بھی یورپین لوگوں میں ہی ملتے ہیں۔ اور تجارت بڑی حد تک ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یورپ کی تجارت کا اکثر حصہ یورپین لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ مگر ایشیائی تجارت جو بڑی بھاری ہوتی ہے وہ کُلی ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور یہ بھی کروڑوں کروڑ روپیہ کی تجارت ہے۔ کئی ہزار ہندوستانی وہاں ایسے ہیں جو کئی کئی لاکھ روپیہ تجارت سے کماتے ہیں۔ وہاں جو ہندوستانی گئے ہوئے ہیں اُن کی ساری آبادی تین لاکھ ہے گو مسلمانوں کی تعداد ان میں بہت کم ہے۔ بہرحال جب تک وہ لوگ توجہ نہیں کرتے جن کے ساتھ افریقن لوگوں کی روزی وابستہ ہے یا کم سے کم وہ اُن کی طرف نگاہ اٹھانے پر مجبور رہیں اور وہ دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ کیا کر رہے ہیں اُس وقت تک ہماری تبلیغ اس ملک میں کامیاب نہیں ہو سکتی وہ معیار صداقت اسبابات کو سمجھتے ہیں کہ دیکھیں وہ انگریز اور ہندوستانی جن کے ساتھ اُن کی معیشت کے سامان وابستہ ہیں وہ اس معاملہ میں ہاں کرتے ہیں یا نہ۔

ہندوستان میں بھی اب تک یہی بات پائی جاتی ہے۔ گو اب پاکستان آزاد ہو گیا ہے مگر اب تک یہاں یہ کیفیت ہے کہ پاکستانی جب بھی کسی چیز کو دیکھتے ہیں مغربی اندازوں سے دیکھتے ہیں۔ اگر مغرب کے فلاسفروں اور لکھنے والوں نے کسی بات کو اچھا کہہ دیا ہو تو وہ بھی اچھا کہہ دیتے ہیں۔ اور اگر انہوں نے کسی بات کو بُرا کہہ دیا ہو تو وہ بھی بُرا کہہ دیتے ہیں۔ اب صرف اتنا فرق ہو گیا ہے کہ چونکہ مغرب میں دو کیمپ بن چکے ہیں۔ ایک کمیونسٹ کیمپ اور دوسرا ویسٹرن ڈیماکریسی کا کیمپ اسلئے کوئی ادھر چلا جاتا ہے اور کوئی ادھر چلا جاتا ہے۔ مگر بہرحال وہ ہیں نقال۔ یا وہ روس کی نقل کرتے ہیں یا انگلستان اور امریکہ کی نقل کرتے ہیں اپنی رائے کچھ نہیں رکھتے۔ پس اگر ہمارا تہذیب یافتہ ملک جو غلامی سے آزاد ہو چکا ہے وہ بھی ابھی تقلید کی غلامی سے آزاد نہیں ہوا۔ تو افریقن جو ابھی غلامی میں پڑے ہوئے ہیں وہ آزادی کے ساتھ کس طرح سوچ سکتے ہیں وہ تو جب بھی کسی بات کو دیکھیں گے اس نقطہ نگاہ سے دیکھیں گے کہ انگریز اُس کے بارہ میں کیا کہتا ہے یا ہندوستانی اس کے بارہ میں کیا کہتا ہے۔ پس افریقن تبلیغ کبھی بھی اپنی جگہ کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک وہاں سے ہندوستانیوں اور پاکستانیوں میں تبلیغ پر زور نہ دیا جائے۔ سرمایہ کے لحاظ سے اب بھی ہمیں وہاں جس قدر مدد مل رہی ہے انہی ہندوستانیوں کی وجہ سے مل رہی ہے۔ وہاں ہمارے پندرہ کے قریب مبلغ ہوا کرتے تھے۔ اب تو آہستہ آہستہ کم ہو کر نو دس تک رہ گئے ہیں۔ لیکن اگر مقامی مبلغین کو ملا لیا جائے تو یہ تعداد اب بھی پندرہ تک ضرور پہنچ جاتی ہے ان پندرہ مبلغین کا خرچ ہم نہیں بھجواتے بلکہ وہاں کی جماعت اس خرچ کو برداشت کرتی ہے۔ اور وہاں کی ساری جماعت کے تین سو افراد ہیں۔ تین سو افراد کا پندرہ مشنوں کو چلانا یہ معنے رکھتا ہے کہ ہر بیس آدمی ایک مشن کو چلا رہے ہیں اگر یہی طریق پاکستان میں رائج ہو تو ربوہ کی آبادی ہی اس وقت تین ہزار ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ ڈیڑھ سو مشن صرف ربوہ کے خرچ پر چلنے چاہئیں اور پھر ہماری جماعت تو لاکھوں کی ہے اس لحاظ سے ہمارے ہاں دس ہزار مشن ہونا چاہیئے۔ مگر اتنے ہیں نہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اُن کی مالی حالت اچھی ہے اور ہماری مالی حالت اچھی نہیں۔ اُن کی آمدن کے ذرائع چونکہ وسیع ہیں۔ اس لئے صرف تین سو آدمی پندرہ مشن چلا رہے ہیں۔ تین لاکھ آبادی کے معنے یہ ہیں کہ اگر ایک ہزار گنا تک ہماری جماعت اور پھیلے تو پندرہ ہزار مشن کا خرچ وہ برداشت کر سکتی ہے۔ اور اگر ہماری جماعت صرف سو گنا ہی اپنے آپ کو بڑھا لے یعنی اپنی تعداد تیس ہزار تک پہنچا دے تو ڈیڑھ ہزار مشن قائم کر سکتی ہے۔ اگر وہاں کے تین سو آدمی جو کچھ زیادہ مالدار نہیں پندرہ مشنوں کا خرچ برداشت کر رہے ہیں تو تم خود ہی اندازہ لگا لو کہ اگر ہماری جماعت یہاں سو گنا یا ہزار گنا ہو جائے تو کتنا عظیم الشان تغیر پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں افریقی لوگوں میں ہم جتنی بھی تبلیغ کریں گے اتنا ہی ہم پر بوجھ بڑھتا جائے گا کیونکہ وہ لوگ غریب اور بے سروسامان ہوتے ہیں وہ فوراً مطالبہ کر دیں گے کہ ہمارے لئے سکول جاری کرو۔ علاج معالجہ کے لئے ہمارے پاس ڈاکٹر بھجواؤ۔ ہمارے لئے ہسپتال کھولو۔ حالانکہ ہمارے حالات کے لحاظ سے ایسا کرنا ناممکن ہوگا۔ اُن کے نقطۂ نگاہ سے یہ چیزیں ضروری ہونگی اور انگریز اسی طرح کرتے ہیں چونکہ اُن کے پاس روپیہ ہے اس لئے وہ فوراً سکول بھی کھول دیتے ہیں۔ ڈاکٹر بھی بھجوا دیتے ہیں۔ غرباء کی امداد بھی شروع کر دیتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ ہمارے خیرخواہ ہیں۔

پس چونکہ یہ چیزیں مشن کے ساتھ لازم و ملزوم ہوتی ہیں۔ اور چونکہ ہمارے اندر ابھی طاقت نہیں ہوتی کہ ہم اُن کے ان مطالبات کو پورا کر سکیں۔ اس لئے خواہ وہ کتنے ہی اخلاص سے اور تقویٰ سے اور بغیر کسی قسم کی لالچ اور حرص کے ان چیزوں کا مطالبہ کریں اور اُن کا مطالبہ بالکل جائز ہو پھر بھی ہمارے لئے اس کو پورا کرنا ناممکن ہوتا ہے اور جب ہم پورا نہیں کرتے تو وہ یہ خیال کرنے لگ جاتے ہیں یہ ہمیں تبلیغ کرنے کے لئے تو آ گئے ہیں مگر ان کے دلوں میں ہماری محبت اور ہمدردی نہیں حالانکہ واقعہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارے دلوں میں ہزاروں گنا زیادہ محبت اور ہمدردی ہوتی ہے مگر ہمارے پاس ایسے سامان نہیں ہوتے جن سے ہم اُن کے مطالبات کو پورا کر سکیں۔ پس خالی از یقینوں میں تبلیغ ہمارے بوجھ کو بڑھاتی ہی جائے گی۔ اول تو وہ کامیاب ہی نہیں ہوگی اور اگر ہوگی تو ہماری مشکلات بڑھ جائیں گی۔ اور ہمارے لئے اُن پر قابو پانا مشکل ہو جائے گا۔ لیکن اگر سابقہ سے نافہ ہندوستانیوں میں بھی احمدیت کو پھیلانے کی کوشش کی جائے۔ اسی طرح یورپین قوموں میں جو وہاں بستی ہیں اسلام کو پھیلایا جائے تو یہ چیز ہماری جماعت کی ترقی اور افریقہ کی تبلیغ کی کامیابی کے لئے نہایت ممد ثابت ہوگی۔ پس اس تقریب پر میں ایک دفعہ پھر اُن لوگوں کو جو باہر کے ملکوں میں جانے والے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مشن کی ضروریات کو سمجھیں اور اُس کے مطابق کام کرنے کی عادت پیدا کریں۔ وہ طلباء جو اس وقت پڑھ رہے ہیں چونکہ کل کو اُنہوں ہی نے باہر جا کر کام کرنا ہے اسلئے اُنہیں مدنظر رکھنی چاہئیں۔ میں نے دیکھا باہر جن مبلغین کو کام کے لئے بھجوایا جا رہا ہے وہ احمدیت کے نقطۂ نگاہ کو تو خوب سمجھتے ہیں مگر جو مشکلات ہمارے راہ میں حائل ہیں اُن کو وہ بسا اوقات نظرانداز کر دیتے ہیں اور مجھے لکھنا شروع کر دیتے ہیں کہ تبلیغ کے لئے فلاں فلاں سکیم بڑی اچھی ہے۔ اس اس طرح کام کو اگر پھیلایا جا سکے تو بہت کامیابی ہو سکتی ہے۔ حالانکہ ان سکیموں کا ہمیں بھی پتہ ہوتا ہے۔ مگر مشکل یہ ہوتی ہے کہ ہمارے پاس اُن کو پورا کرنے کا سامان نہیں ہوتا۔ ورنہ خالی یہ سوچ لینا کہ ہم اتنے مشن کھول دیں فلاں جگہ ہسپتال قائم کر دیں فلاں جگہ کالج جاری کر دیں یہ کونسی مشکل بات ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں اگر ایک چپڑاسی کو بھی بھجوا دیا جائے تو وہ ایسی سکیمیں بنا سکتا ہے۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ ہمارے پاس سامان ہیں یا نہیں اور اگر نہیں تو خالی سکیمیں ہمیں کیا فائدہ دے سکتی ہیں

پس ہمیں یہ دونوں باتیں اپنے مدنظر رکھنی چاہئیں۔ اول یہ کہ کس حد تک ہمارے پاس سامان ہیں اور اُن سامانوں کو زیادہ سے زیادہ بہتر رنگ میں ہم کس طرح استعمال کر سکتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ ہم اپنے سامانوں کو کس طرح زیادہ سے زیادہ بڑھا سکتے ہیں۔ جب تک ہم ان دونوں نظریوں سے غور نہیں کریں گے ہماری سکیمیں کبھی بھی پوری نہیں ہو سکتیں۔ میری غرض اس امر کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ آئندہ باہر جانے والے طلباء جو اس وقت تیار ہو رہے ہیں وہ ان باتوں کو مدنظر رکھیں اور اپنی کوششیں ایسے رنگ میں صرف کریں جن کا نتیجہ سلسلہ کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید ثابت ہو۔

دوسرے میں نے بتایا ہے کہ اس تقریب کے ایک باعث مسٹر سلیم جابی ہیں۔ یہ شام سے تعلیم کی غرض سے یہاں آئے ہیں۔ ہمیں شام سے متعلق بہت سی امیدیں رہتی ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُس وقت جبکہ شام میں کوئی احمدی نہیں تھا یہ الہام ہوا تھا کہ یصلون علیک صلحاء العرب وابدال الشام (تذکرہ ص ۱۶۵) یعنی عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال تیرے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اور ابدال الشام کے متعلق اس پیشگوئی کا پایا جانا بتاتا ہے کہ

اول شام میں ایسی قابلیت موجود ہے کہ وہاں کے رہنے والے اپنے اندر نیک تبدیلی پیدا کریں اور اسلام کے لئے مفید وجود ثابت ہوں

دوسرے وہاں کے رہنے والے احمدیت سے اخلاص رکھیں گے۔ اور اس نور کو اپنے دلوں میں داخل کرنے کی کوشش کریں گے۔

پس ان وجوہ کی بنا پر شام سے ہمارا خاص طور پر تعلق ہے۔ اور جب بھی کوئی شامی ہمارے سلسلہ کی طرف توجہ کرتا ہے ہم سمجھتے ہیں کہ ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا وقت اب قریب آ رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی تھیں۔ مجھے یاد ہے ۱۹۲۴ء میں جب میں شام میں گیا تو اُس وقت شام کے لوگوں کو احمدیت سے بہت ہی کم واقفیت تھی جو قریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ مگر پھر بھی کثرت سے لوگ ہمیں ملنے کے لئے آتے تھے۔ اور جس ہوٹل میں میں ٹھہرا ہوا تھا وہ قریباً سارا دن بھرا رہتا تھا خصوصاً طلباء بڑی کثرت سے آتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ جامعہ امویہ کا ایک پروفیسر ایک دفعہ تیس پینتیس طالبعلموں کو لے کر آ گیا۔ ان کے آتے ہی ایک شخص آگے بڑھا اور اُس پروفیسر کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا کہ یہ صاحب آپ سے تبادلۂ خیالات کرنے آئے ہیں ظاہر شکل یہ رکھی کہ گویا بحث کی غرض نہیں صرف اطمینان حاصل کرنے کے لئے احمدیت کے متعلق چند باتیں دریافت کرنی ہیں۔ مگر میں مولوی اور ساتھ کے جتھہ کو دیکھ کر سمجھ گیا کہ ان کی نیت شرارت کی ہے ہرحال میں نے کہا آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں اُس نے کہا میں صرف ایک سوال کرنا چاہتا ہوں پس اُس کے حل ہونے سے ساری مشکل دور ہو جائے گی۔ میں نے کہا فرمایئے کیا سوال ہے۔ اُس نے کہا حدیث میں جو آتا ہے کہ مسیح نازل ہوگا۔ آیا یہ صحیح حدیث ہے اور آپ اسے مانتے ہیں۔ میں نے کہا ہاں یہ صحیح حدیث ہے اور ہم اسے مانتے ہیں لیکن ہر بات کا کوئی مفہوم ہوتا ہے اور ہر لفظ اپنے اندر کوئی معنے رکھتا ہے۔ آپ کو یہ کہنا چاہیئے کہ نزول کے معنے کیا ہیں۔ وہ کہنے لگا میں صرف یہ پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی ایسی پیشگوئی ہے۔ میں نے اُسے پھر بتایا کہ پہلے بات تو سُن لو۔ پیشگوئی ضرور ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ نزول کے کیا معنے ہیں۔ یہ لفظ قرآن کریم میں بھی کئی جگہ استعمال ہوا ہے حدیثوں میں بھی استعمال ہوا ہے لغت میں بھی استعمال ہوا ہے آپ کو دیکھنا چاہیئے کہ موقع اور محل کے مناسب حال اس کے کیا معنے ہیں۔ مگر میرے اس جواب کے باوجود اُس نے شور مچا دیا کہ ہم معنے نہیں پوچھتے۔ ہم صرف یہ سوال کرنا چاہتے ہیں کہ حدیثوں میں ایسا آتا ہے یا نہیں طالب علم بھی بول پڑے کہ بس ہم صرف اتنا سوال کرتے ہیں کہ آیا ایسی کوئی حدیث آتی ہے یا نہیں۔ ہم تشریح نہیں سننا چاہتے غرض پندرہ بیس منٹ اُنہوں نے اسی جھگڑے میں ضائع کر دیئے۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان جو تیس پینتیس سال کا تھا اور اچھا مضبوط تھا۔ اور جو آخری سرے پر بیٹھا ہوا تھا اُس نے اپنی آستینیں چڑھائیں اور اُس مولوی سے بڑے غصہ سے کہنے لگا تجھے کس نے مولوی بنایا ہے۔ تو بڑا احمق آدمی ہے خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہا ہے یہ ہندوستان میں جا کر کیا کہیں گے کہ عرب اتنے جاہل اور بیوقوف ہوتے ہیں کہ وہ معمولی لفظوں کے معنے سمجھنے سے بھی گریز کرتے ہیں کیا تم نہیں جانتے کہ ہر لفظ کے کئی معنے ہوتے ہیں بیشک تم حق رکھتے ہو کہ اُن کے معنوں کو غلط کہہ دو مگر اُنہیں پہلے ایک معنے بیان تو کر لینے دو جب یہ معنے بیان کریں گے تو پھر بیشک سو دفعہ کہہ دینا کہ یہ معنے غلط ہیں مگر بغیر سننے کے تم شور مچاتے چلے جاتے ہو یہ کونسی شرافت ہے۔ تم تو ہمارے ملک کو بدنام کر رہے ہو اور پھر غصہ کی حالت میں ہی وہ اُٹھ کر چلا گیا۔ ورنہ بظاہر اُس کی حالت سے یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ لڑنے کے لئے تیار ہو گیا ہے۔ پھر اُس نے جاتے ہوئے بھی یہی کہا کہ مجھے افسوس ہے کہ ان لوگوں نے اپنے اخلاق کا اچھا مظاہرہ نہیں کیا۔

وہاں کے قیام کے دنوں میں دوستوں نے تحریک کی کہ یہاں کے جو بڑے بڑے لوگ ہیں اُن سے مل لینا چاہیئے۔ چنانچہ وہاں کا جو پریذیڈنٹ تھا اُس سے ہم ملنے کے لئے گئے۔ شام کو ابھی آزادی تو نہیں ملی تھی لیکن فرانسیسیوں نے ایک پارلیمنٹ بنا دی تھی اور اُس اسمبلی کا پریذیڈنٹ ایک ترک تھا۔ میں اُس سے ملنے کے لئے گیا تو وہ ہنس کر کہنے لگا کہ پارلیمنٹ کا فلاں ممبر جو حلب کا نمائندہ ہے اُس سے پتہ لگا تھا کہ یہاں کے بعض مولوی نہایت احمق ہیں اور وہ ہمیں شرمندہ کروا رہے ہیں۔ اُس وقت ہمیں معلوم ہوا کہ وہ نوجوان پارلیمنٹ کا ممبر اور حلب کا رہنے والا تھا۔ تو اس قسم کے مخالفانہ حالات بھی وہاں تھے۔ مگر یہ بات ضرور تھی کہ لوگ آتے تھے اور ملتے تھے۔ ایک دن کئی لڑکے آ گئے۔ اور اُنہوں نے شور مچا دیا۔ عبدالقادر مغربی ایک اچھے ادیب آدمی ہیں اور قرآن اور حدیث کی اُنہیں مشق ہے وہ اپنے آپ کو قریباً قریباً مجدد سمجھتے ہیں۔ مگر درحقیقت اُن کا علمی پایہ ایسا نہیں کہ قرآن اور حدیث کی اُنہیں زیادہ سمجھ ہو۔ بہرحال وہ ایک مشہور عالم ہیں۔ جب لڑکوں نے شور مچایا تو اُنہوں نے اُن لڑکوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تمہیں شرم آنی چاہیئے۔ ہماری مہمان نوازی دنیا بھر میں مشہور ہے مگر تم یہ نمونہ دکھا رہے ہو۔ تم ان کی بات مانو یا نہ مانو یہ تمہارا اختیار ہے۔ مگر یہ بہت بُرا طریق ہے کہ تم شور مچانے لگ گئے ہو۔ چونکہ عبدالقادر مغربی اپنے آپ کو بڑا عالم سمجھتے تھے۔ اسلئے اُنہیں نصیحت کرنے کے بعد جب علم کے گھمنڈ میں کہنے لگے اصل بات یہ ہے کہ میں نے بھی ان کی کتابیں پڑھی ہیں۔ مرزا صاحب ہندوستانی تھے اور عربی نہیں جانتے تھے اس لئے قرآن و حدیث کے اُنہوں نے غلط معنے کر لئے۔ اور چونکہ ہندوستانی بھی عربی نہیں جانتے اسلئے اُنہوں نے آپ کو قبول کر لیا مگر ان کی باتیں عرب میں نہیں چل سکتیں کیونکہ قرآن ہماری زبان میں نازل ہوا ہے اور ہم اس کی باریکیوں سے بہت زیادہ واقف ہیں۔ پس ہندوستانی تو احمدی ہو گئے شام میں کوئی ایک شخص بھی احمدی نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم عربی زبان کے جاننے والے ہیں۔ جب وہ اپنی تقریر کو ختم کر چکے

تو میں نے پہلے تو اُس کا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے ان لڑکوں کو یہ بتایا ہے کہ مہمان کے ساتھ ادب سے پیش آنا چاہیئے پھر میں نے اُنہیں کہا کہ آپ نے کہا ہے کہ شام میں احمدیت نہیں پھیل سکتی کیونکہ یہاں کے رہنے والے قرآن اور حدیث کو خوب سمجھتے ہیں میں تو یہاں صرف چند دن کے لئے آیا ہوں اور زیادہ نہیں ٹھہر سکتا لیکن میں یہاں سے جاتے ہی اپنا مبلغ یہاں بھجواؤں گا اور اُس وقت تک اس ملک کو نہیں چھوڑوں گا جب تک شامی لوگ بھی احمدی نہ ہو جائیں یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ صداقت کی طرف لوگوں کو بلایا جائے اور پھر وہ پیچھے ہٹیں آپ ابھی زندہ ہونگے کہ احمدیت اس ملک میں قائم ہو جائے گی۔ چنانچہ میں نے یورپ سے آتے ہی اپنے مبلغ بھجوائے اور عبدالقادر مغربی اس وقت زندہ ہے اور خدا کے فضل سے وہاں جماعت قائم ہو چکی ہے۔

غرض ان لوگوں میں تجسس کا مادہ ہے جس کی وجہ سے ہدایت کو قبول کرنا اُن کے لئے زیادہ آسان ہے اور پھر عربی زبان جاننے کی وجہ سے الفاظ کی وہ باریکیاں جو قرآن کریم کے معارف کے سلسلے میں کام آتی ہیں اُن کو وہ آسانی سے سمجھ جاتے ہیں اور اُنہیں وہ دقتیں پیش نہیں آتیں جو ایک ہندوستانی کو پیش آتی ہیں ایک ہندوستانی بڑے سے بڑا عالم اور مولوی سارا دن بحث کرتا رہے گا کہ توفی کے معنے آسمان پر جانے کے ہیں موت کے نہیں۔ لیکن ایک جاہل سے جاہل عرب کے سامنے یہی بات کی جائے تو وہ فوراً کہدے گا کہ اس میں تو کوئی جھگڑا ہی نہیں توفی کے معنے تو موت کے ہی ہیں۔ وہ اور طریقوں سے مخالفت کرے گا مگر اس رنگ میں وہ کبھی مخالفت نہیں کریگا چنانچہ دیکھ لو جامعہ ازہر کے پروفیسر نے ایک دفعہ لکھ کر دے دیا کہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ کے احمدی جو معنے کرتے ہیں وہ بالکل درست ہیں۔ ہمارے ایک احمدی دوست تھے وہ فوج میں شامل ہو کر مصر گئے۔ اور انہوں نے سوال کیا کہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ کے کیا معنے ہیں۔ احمدی توفی کے معنے موت کے کرتے ہیں اس نے کہا ٹھیک ہے یہی معنے ہیں کوئی عرب اس کے سوا اور معنے کر ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ آج تک اُس جواب کو مناظروں وغیرہ میں پیش کیا جاتا ہے اور ہماری جماعت کے لوگ اس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اُس احمدی نے کہا اگر یہ معنے کئے گئے کہ اگر توفی کے معنے موت کے ہیں تو احمدیت کو فائدہ پہونچے گا۔ اُس نے جواب دیا کہ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ احمدیت کو کسی بات سے فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں میں تو یہ جانتا ہوں کہ عربی زبان کے لحاظ سے یہی معنے درست ہیں۔ یہ احمدی ٹیلیگراف آفس میں کام کرتے تھے۔ پونچھ کے رہنے والے تھے اور گزشتہ فسادات میں شہید ہو چکے ہیں۔ بہر حال اُنہوں نے ایک بڑا عمدہ کام کیا جس سے ہم اب تک فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ اور یہاں کے علماء کے سامنے بھی پیش کرتے ہیں۔ کہ مصری علماء کا یہ فتویٰ ہے تو شامی لوگوں کا اِدھر آنا اس لحاظ سے ہمارے لئے خوشکن ہے کہ ان کے آنے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی کے ظہور کے امکانات زیادہ قریب نظر آنے لگتے ہیں۔ پہلے سید منیر الحصنی صاحب قادیان آئے تھے اور وہ کچھ عرصہ رہے بھی مگر فسادات کے بعد ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ وہ اپنے ملک کو واپس چلے جائیں اُس وقت جس طرح ہم اُکھڑے ہیں اُس کو دیکھتے ہوئے کوئی انسانی آنکھ یہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی کہ ہماری جماعت پھر پہلے سے بھی زیادہ مضبوط اور طاقتور ہو جائے گی۔ مگر اب جبکہ ان فسادات پر چار سال گزر چکے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری طاقت کیا مادی لحاظ سے اور کیا روحانی لحاظ سے اور کیا تبلیغی لحاظ سے اُس وقت سے بہت بڑھ چکی ہے۔ جب ہم قادیان سے بے سروسامانی کے عالم میں نکلے تھے۔ آج ہمارا بجٹ اُس وقت سے بہت زیادہ ہے۔ ہمارے بیرونی مشن اُس وقت سے بہت زیادہ ہیں۔ اُس وقت تو یہ حالت تھی کہ کسی کے پاس کھانے کے لئے روٹی بھی نہیں تھی۔ ایک ایک روٹی ہم اپنے لنگر سے تقسیم کرتے تھے اور امیر غریب سب کو ہی راشن دیا جاتا تھا۔ کیونکہ کسی کے پاس پیسے تھے ہی نہیں۔ اُس وقت میں نے سمجھا کہ اب سید منیر الحصنی صاحب اور بشیر آرچرڈ صاحب کو واپس بھجوا دینا چاہیئے۔ تاکہ یہ اپنے ملک میں تبلیغ کر سکیں اور مصیبت میں مبتلا نہ ہوں۔ چنانچہ اُن کو واپس کر دیا گیا۔ اس وجہ سے وہ یہاں رہ کر پورے طور پر علم حاصل نہیں کر سکے مگر بہر حال وہ ذہین اور عالم آدمی ہیں۔ اور اب وہ ہمارے مبلغ ہیں۔ اب مسٹر سلیم جابی صاحب یہاں آئے ہیں۔ ان کا ارادہ یہی ہے کہ کئی سال یہاں رہ کر تعلیم حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں اس ارادہ کے مطابق یہاں رہنے اور تعلیم کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے بسا اوقات انسان جلدی بھی سیکھ جاتا ہے۔ اور پھر بسا اوقات محبت کا ایسا تعلق پیدا ہو جاتا ہے کہ پھر وہ باہر جانے سے بھی گھبراتا ہے اور اُسے مجبوراً تبلیغ کے لئے بھجوانا پڑتا ہے۔ بہر حال یہ تو مستقبل ہی بتائے گا کہ وہ کس رنگ میں ترقی کرتے ہیں وہ آئے اسی نیت سے ہیں کہ یہاں رہ کر دینی تعلیم حاصل کریں۔ ابھی ان کا مطالعہ اتنا وسیع نہیں جتنا سید منیر الحصنی صاحب کا تھا۔ اگر یہ زیادہ دیر رہ سکے اور اپنی تعلیم کو مکمل کر سکے تو امید ہے کہ واپس اپنے ملک میں جا کر وہاں کے لوگوں کو فائدہ پہنچائیں گے۔

ان دونوں دوستوں کے آنے کی تقریب پر آپ لوگوں کو یہاں آنے کی تکلیف دی گئی تھی۔ اب خاتمہ پر میں دعا کر دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ افریقہ کیلئے جو درحقیقت آئندہ دنیا کی ترقی کا ایک بہت بڑا مرکز بننے والا ہے۔ ہدایت کے راستے کھولے۔ اور شام سے آنے والے نئے دوست کو بھی اللہ تعالیٰ اخلاص سے تعلیم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ وہ یہاں سے ایک مفید وجود بن

دفتر زائرین مقامات مقدسہ قادیان کی دوماہی رپورٹ

احباب کو علم ہے کہ گزشتہ ۱۹۴۸ء سے قادیان میں مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے آنے والے احباب کے واسطے ایک باقاعدہ دفتر کھولا ہوا ہے جس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی یاتون من کل فج عمیق کو پورا کرتے ہوئے اس وقت تک ڈیڑھ لاکھ کے قریب سکھ۔ ہندو اور عیسائی حضرات تشریف لاکر مقدس مقامات کی زیارت کر چکے ہیں۔ ان زائرین میں سرکاری افسران۔ تعلیمی اداروں کے پروفیسران و اساتذہ بڑے بڑے تجار اور صنعت کار شامل ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ سلسلہ گزشتہ تیرہ چودہ سال سے قائم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان نشان کو ظاہر کرتا ہے۔

گزشتہ دو ماہ میں اس دفتر میں ۱۲۳۴ افراد زیارت اور سلسلے کی معلومات حاصل کرنے کے لئے آئے۔ اور تعداد میں مختلف کتابیں۔ رسالہ جات۔ ٹریکٹ اور پمفلٹ اسلام اور احمدیت کی تعلیم کو پیش کرنے کے لئے دیئے گئے۔ بعض لوگ اپنے اشتیاق کی وجہ سے لٹریچر قیمتاً بھی طلب فرماتے ہیں۔ چنانچہ اس دوران میں پچاس روپے کے قریب کا لٹریچر قیمتاً دیا گیا۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ موجودہ غیر معمولی حالات میں اللہ تعالیٰ مرکز قادیان کو اسلام کے محاسن اور خوبیاں اور موجودہ زمانہ کے مصلح اعظم کی روادارانہ تعلیم کو پھیلانے کی توفیق دے رہا ہے۔ اور درویشوں کے اچھے نمونہ سے بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی شہرت اس علاقہ میں جو مسلمانوں سے قریباً خالی ہو چکا ہے پھیل رہی ہے۔ اور ان لوگوں کے قلوب متاثر ہو رہے ہیں۔ جو مخالفانہ جذبات سے زخم خوردہ حالت میں یہاں پر رہائش پذیر ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اسلام اور احمدیت کے نور کو پھیلانے کی ہر آن توفیق عطا فرمائے۔

ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

صدقات

صدقہ و خیرات صرف روحانی بیماریوں کا ہی علاج نہیں بلکہ جسمانی اور ظاہری تکالیف اور مصائب سے بچنے اور نجات پانے کا بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہوتے ہیں۔
صدقات کی رقوم بھی حسب سابق صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجوانی چاہئیں۔

ناظر بیت المال قادیان

پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق جماعت کی بھاری ذمہ داری!

"بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا" (المسیح الموعودؑ)

رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔

مصلح موعود والی پیشگوئی کو جو اہمیت حاصل ہے وہ احباب جماعت سے پوشیدہ نہیں! اس پیشگوئی کے متعلق اول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے دن ہوشیارپور کے مقام پر (جو آجکل بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب میں واقع ہے) وحی نازل ہوئی تھی جس کا آغاز ان الفاظ سے ہوا تھا کہ:-

"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں"

بلکہ حقیقتاً اس پیشگوئی کا آغاز تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ہی ہو گیا تھا۔ جبکہ آپؐ نے آنیوالے مسیح کے متعلق یہ الفاظ فرمائے تھے کہ یتزوج ویولد لہ' اور پھر اس کے بعد درمیانی زمانہ میں بھی اُمتِ محمدیہ کے بعض اولیاء اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرماتے رہے ہیں۔ مگر اس پیشگوئی کی پوری تفصیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہی نازل ہوئی جبکہ آپؑ ہوشیارپور کے ایک گوشۂ تنہائی میں عبادت اور تضرعات میں مصروف ہو کر چلہ کشی فرما رہے تھے۔ اور جو شخص بھی اس پیشگوئی کے الفاظ کا مطالعہ کرے گا اور ان کی گہرائیوں میں غوطہ لگائے گا وہ اس پیشگوئی کی غیر معمولی شان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس پیشگوئی کی اہمیت اس لحاظ سے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ یہ صرف ایک فرد واحد کے متعلق انفرادی نوعیت کی پیشگوئی نہیں ہے جس میں اس کی ذاتی شان کا اظہار کیا گیا ہو۔ بلکہ حقیقتاً یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خداداد مشن اور اُس کی عالمگیر وسعت اور اس کے تسلسل اور غیر معمولی کامیابی اور بامرادی سے تعلق رکھتی ہے۔

مگر اس جگہ مجھے اس پیشگوئی کی تفصیل پر بحث کرنا منظور نہیں بلکہ میں اس پیشگوئی کے صرف اُس مخصوص پہلو کے متعلق چند مختصر الفاظ کہنا چاہتا ہوں جو جماعت احمدیہ کی ذمہ داری سے تعلق رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب کسی جماعت کے امام کی صفات کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کوئی امر ظاہر فرماتا ہے تو اس سے لازماً ضمنی طور پر یہ مراد بھی ہوا کرتی ہے کہ جماعت کے افراد کو چاہیئے کہ وہ بھی اپنے آپ کو ان صفات سے متصف کریں۔ کیونکہ جیسا کہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے جماعت کے امام کی حیثیت ایک انجن کی ہے۔ اور اس کے متبعین گویا اُن گاڑیوں کا رنگ رکھتے ہیں جو اُس انجن کے ساتھ لگائی جاتی ہیں پس اگر کسی گاڑی کے ڈبے انجن کے ساتھ کھینچے جانے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں یا ان کے پہیوں میں ایسی صفائی اور روانی کا رنگ نہ پایا جاتا ہو کہ وہ اسی تیز رفتاری کے ساتھ انجن کے ساتھ چل سکیں جس پر کہ خود انجن چلتا ہے تو ظاہر ہے کہ ایسی گاڑی کبھی بھی وقت مقررہ پر اپنی منزلِ مقصود کو نہیں پہنچ سکتی۔ بلکہ اسے قدم قدم پر حادثات کا اندیشہ رہتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر مصلح موعود کی ذات کے متعلق بعض مخصوص اوصاف بیان کئے ہیں وہاں لازماً ان کے ذریعہ یہ اشارہ کرنا بھی مقصود ہے کہ جماعت کو بھی اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ گاڑیوں اور انجن کے درمیان کامل اتحاد اور موافقت کی صورت قائم رہے۔ اور گاڑی کم سے کم وقت میں اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جائے اور میں اس جگہ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے یہ مختصر سا نوٹ لکھ رہا ہوں۔

یوں تو مصلح موعود والی پیشگوئی میں مصلح موعود کے متعلق بہت سے اوصاف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے لیکن وہ باتیں جن کا اس پیشگوئی میں مخصوص اشارہ ہے اور جماعت کو اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں وہ ذیل کی چار باتیں ہیں:-

۱- پہلی بات جو مصلح موعود والی پیشگوئی میں خصوصی رنگ رکھتی ہے اور اس بات کی نوعیت بھی دراصل ذاتی نہیں بلکہ جماعتی ہے وہ ذیل کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے' خدا تعالےٰ فرماتا ہے:-

"وہ رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا"

مصلح موعود کی یہ علامت جماعت احمدیہ کو ہوشیار کر رہی ہے کہ اپنے امام کی طرح اس کے ہر فرد کو بھی خدا سے تعلق پیدا کر کے اور رُوح الحق کے ساتھ واسطہ جوڑ کر اپنے اندر یہ طاقت پیدا کرنی چاہیئے کہ وہ دوسروں کو بیماریوں سے صاف کر سکے یہی وہ اعلےٰ اور ارفع صفت ہے جو ہر روحانی مصلح کا طرۂ امتیاز ہوا کرتی ہے۔ یعنی اُن میں اللہ تعالےٰ یہ اہلیت پیدا کر دیتا اور یہ صفت ودیعت فرماتا ہے کہ وہ لوگوں کو اخلاقی اور روحانی بیماریوں کو صاف کرنے اور بیماروں کو شفا دینے کی خاص الخاص طاقت رکھتے ہیں۔ اسی لئے حدیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مومنوں کے بارہ میں بھی فرماتے ہیں کہ سچا مومن وہ ہوتا ہے کہ جب بھی اُس کے سامنے کوئی خلافِ اخلاق یا خلاف مذہب بات آتی ہے تو وہ فوراً چوکس ہو کر اس کی اصلاح کی طرف توجہ دینی شروع کر دیتا ہے۔ اور خاموش ہو کر نہیں بیٹھ جاتا۔ بلکہ آپؐ نے اس تعلق میں مومنوں کے تین مدارج بھی بیان فرمائے ہیں۔ اور وہ یہ کہ (۱) بعض مومن ہاتھ کے ذریعہ یعنی اپنے انتظامی اور سماجی اختیارات کے ذریعہ دوسروں کے نقص کی اصلاح کر دیتے ہیں اور (۲) بعض جنہیں یہ اختیار حاصل نہ ہو وہ زبان کے ذریعہ اصلاح کر دیتے ہیں اور (۳) بعض جنہیں یہ طاقت بھی نہ ہو وہ دل ہی دل میں بُرا مانتے اور دل میں دعا کرنے کے ذریعہ دوسروں کی اصلاح کا رستہ کھولتے ہیں۔ پس جبکہ مصلح موعود کی اولین صفت یہ ہے کہ وہ روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا تو پھر جن لوگوں نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دے رکھا ہے اور آپ کے انجن کے ساتھ گاڑیوں کی طرح پیوست ہو گئے ہیں۔ اُن کا بھی اولین فرض ہے کہ وہ اپنے اپنے دائرہ میں دنیا کے لئے سچے مصلح بننے کی کوشش کریں۔ اور حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعہ دنیا میں بدی کو مٹاتے اور نیکی کو قائم کرتے چلے جائیں۔ اس مقصد کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر روح الحق کی برکت پیدا کریں۔ جو ہمیشہ خدا کے ذاتی تعلق میں جنم لیا کرتی ہے۔

۲- دوسری خاص صفت جو الہامی پیشگوئی میں مصلح موعود کی بیان کی گئی ہے یہ ہے کہ:-

"وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"

یہ صفت ہر روحانی مصلح اور اُن کی اتباع میں ہر سچے مومن کے لئے ایک ضروری صفت ہے جس کے بغیر کبھی بھی کوئی شخص ایک فعّال مرد مجاہد نہیں بن سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو علم کو ایسا درجہ دیا ہے اور اس کے لئے مومنوں کو اس حد تک ترغیب دلائی ہے کہ آپؐ اپنے زمانہ کے لحاظ سے ایک دور دراز ملک اور کٹھن رستے والے علاقہ یعنی چین کا نام لے کر فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں علم سیکھنے کے لئے چین تک بھی جانا پڑے تو جاؤ اور خوشی سے جاؤ۔ پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو سچے علم کے ذریعہ سے آراستہ کرے۔ اور پھر اس علم کے ذریعہ نئے سے نئے زیور تیار کر کے دوسروں کو بھی زینت دیتا چلا جائے۔ پھر ایک خاص بات جو اوپر والے الہامی فقرہ میں بیان کی گئی ہے یہ ہے کہ مومنوں کا صرف یہی کام نہیں ہے کہ وہ علوم ظاہری کے پیچھے لگ کر علوم باطنی کو نظر انداز کر دیں یا علوم باطنی کا پیچھا کر کے اپنے آپ کو علوم ظاہری سے مستغنی سمجھیں بلکہ ضروری ہے کہ وہ دونوں قسم کے علوم سے مزیّن ہوں۔ علوم ظاہری بھی حاصل کریں اور علوم باطنی بھی حاصل کریں۔ اور حاصل بھی اس طرح نہ کریں کہ صرف علم کا ایک چھینٹا پڑ جانے پر ہی قانع ہو جائیں بلکہ جیسا کہ الہامی الفاظ میں اشارہ کیا گیا ہے چاہیئے کہ وہ اپنے امام کی اتباع میں اور اپنے آپ کو اسی کے رنگ میں رنگین کرنے کی غرض سے علوم کے خزانوں سے اس طرح پُر یعنی معمور ہو جائیں جس طرح کہ ایک اچھے اسپنج کا ٹکڑا پانی سے پُر ہو جایا کرتا ہے اور اس کے اندر کوئی خلا باقی نہیں رہتا۔

۳- تیسرا خاص نکتہ اس پیشگوئی میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ:-

"مظہر الاوّل والآخر"

"یعنی مصلح موعود خدا کی صفتِ اوّلیت اور صفتِ آخرت دونوں کا مظہر ہوگا!"

ان مختصر الفاظ میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ مصلح موعود ایسے وقت میں ظاہر ہوگا کہ بعض درمیانی مشکلات اور درمیانی فتنوں کی وجہ سے گویا ایک لحاظ سے کام کی صرف ابتدائی تاریں ہی اُس کے ہاتھ میں آئیں گی۔ مگر وہ دن رات کی کوشش اور شب و روز کی جدوجہد کے ذریعہ ان تاروں کو گویا اپنے دائرہ کی انتہا تک پہنچا کر دم لے گا۔ پس یہی صفت احباب جماعت کو بھی اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے کہ جب وہ کسی کام کا آغاز کریں تو اس کی اولیت کے مظہر بنیں تو پھر تھک کر اور ماندہ ہو کر درمیان میں ہی نہ بیٹھ جائیں بلکہ اسے اس کے کمال تک پہنچا کر دم لیں۔ اسلام کا خدا ادھوری کوشش پر راضی نہیں ہوتا بلکہ وہ ہر عمل کو اس کے کمال کی صورت میں دیکھنا چاہتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ لوگ مظہر الاول تو شوق سے بن جاتے ہیں مگر مظہر الآخر بننے سے پہلے ہی تھک کر بیٹھ جاتے ہیں۔ حالانکہ سچے مومنوں کا یہ کام ہے کہ وہ جب کسی کام کو ہاتھ ڈالیں تو پھر اُسے اُس کی طبعی انتہا تک پہنچائیں اور کسی درمیانی مشکل سے ہراساں نہ ہوں۔ اس الہامی فقرہ کے ساتھ دوسرا فقرہ یہ ہے کہ:-

"مظہر الحق والعلاء"

اس میں یہ اشارہ ہے کہ مومنوں کو اب بننا چاہیئے کہ ان کی جڑیں نوگہری اور مضبوط ہوں اور ان کی شاخیں آسمان سے باتیں کریں۔

۴۔ آخری یعنی چوتھی صفت جو اس پیشگوئی میں مصلح موعود کی بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ :-

"قومیں اس سے برکت پائیں گی"

یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیع اور عالمگیر مشن کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور اس بات کی طرف توجہ دلانے کے لئے لائے گئے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعودؑ کا مشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں عالمگیر مشن ہے۔ اور آپ قرآنی شریعت کی خدمت میں ساری قوموں اور سارے زمانوں کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں تو پھر لازماً مصلح موعود بھی یہی صفت لے کر آئے گا۔ اور اس کے ہاتھ سے یہ بیج صرف بویا ہی نہیں جائے گا بلکہ زمین کے شکم سے پھوٹ کر سرعت کے ساتھ بڑھنا بھی شروع ہو جائے گا۔ اسلام کے دور اول میں حق و صداقت کا بیج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے بویا گیا اور حضورؐ ہی کے ہاتھوں سے اس کا چھینٹا روم اور ایران اور مصر اور حبشہ وغیرہ تک پہنچا اور بالآخر خلفاء کے زمانہ میں آکر اس مقدس بیج کے ذریعہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں بے شمار شاداب اور تروتازہ باغات نصب ہو گئے۔ لیکن اس کے بعد درمیانی زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی ایک پیشگوئی کے مطابق یہ باغات کمزور پڑنے شروع ہو گئے۔ اور مسلمانوں کی حالت ادبار کی صورت میں بدل گئی۔ مگر جیسا کہ رسول پاکؐ (فداہ نفسی) نے فرمایا تھا مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اسلام کا دوسرا سنہری دور مقدر تھا جس کی عالمگیر وسعت کا زمانہ مصلح موعودؓ کے عہد سے شروع ہونا تھا اور دنیا کے کناروں تک کی قوموں نے اس سے برکت پانی تھی۔ پس مصلح موعودؓ کی اس مخصوص صفت کے ماتحت جماعت کا فرض ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں میں اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لے کر دنیا کے کونے کونے میں پھیل جائے۔ اور ہر ملک اور ہر علاقہ اور ہر شہر میں پہنچ کر قوموں میں برکت دیتی چلی جائے۔ بے شک اس وقت بھی دنیا کے بہت سے آزاد ممالک میں جماعت احمدیہ کے مبلغ اسلام کی تبلیغ کے لئے پھیلے ہوئے ہیں مگر دنیا کی وسیع آبادی کے مقابل پر ان مبلغوں کی تعداد گویا آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ لہٰذا اب وقت ہے کہ جماعت کے مخلص فدائی زیادہ سے زیادہ تعداد میں آگے آئیں اور ہر چہار اکناف عالم میں پھیل کر دنیا بھر کی قوموں کو برکت دیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ موجودہ رفتار سے اسلام اور احمدیت کے عالمگیر غلبہ کا مقصد ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے ایک طرف جماعت کی والہانہ جدوجہد اور دوسری طرف خدا کی **معجز نما نصرت** کی ضرورت ہے مجھے اس وقت اپنے بچپن کا ایک شعر یاد آرہا ہے جو میں نے جماعت کی موجودہ رفتار کے پیش نظر اپنی اوائل عمر میں کہا تھا۔ اور اسی پر میں اپنے اس نوٹ کو ختم کرتا ہوں۔ میں نے کہا تھا ؎

سخت مشکل ہے کہ اس چال سے منزل یہ کٹے
ہاں اگر ہو سکے پروانہ کے پر پیدا کر

سو دوست خدا سے دعا کریں وہ ہمیں دکھاوے کے پر نہیں بلکہ پروانہ کے پر عطا کرے اور ہمارے ہاتھوں سے دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو۔ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم۔ (ترتیبی مضمون)

(بشکریہ ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

درخواستہائے دعا

۱۔ مکرم پراونشل امیر مولوی سید محمد احمد صاحب کئی دنوں سے آنکھوں کی تکلیف سے بیمار ہیں انکے واسطے اور جماعت اڑیسہ کے بزرگوں محترم سید وراثت علی صاحب جو بہت ضعیف اور کمزور ہو گئے ہیں۔ مکرم سید ابوالحسن صاحب۔ مکرم خان بہادر صاحب خان صاحب، مکرم محمد عبدالستار صاحب ایم کیو اسٹے (۲) نیز خاکسار کا لڑکا میاں فضل جلیل جو ملازمت کے سلسلہ میں کوشش کر رہے ہیں اور امتحانوں کی تیاری جاری رکھی ہوئی ہے انکی کامیابی کیلئے (۳) نیز اس سال میٹرک میں دو ہونہار احمدی بچے میاں مزمل خان ابن مکرم آفتاب الدین خانصاحب کیرنگ، دیگر خاکسار کی لڑکی عزیزہ امۃ الرحیم شامل ہو رہے ہیں انکی کامیابی کے لئے محترم درویشان، صحابی اور بزرگان سلسلہ کی خدمت بابرکت میں درخواست دعا ہے

۴۔ خاکسار خود گوناگوں مالی مشکلات میں بارہ سال سے زاید مدت سے مبتلا ہے۔ درخواست ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ خاکسار کے تمام عیبوں کو بخش دے۔ اور اپنے فضل و مغفرت سے نوازے۔

خاکسار فضل الرحمٰن عفی عنہ نائب پراونشل امیر اڑیسہ

مشرقی افریقہ میں تبلیغ اسلام کے ایمان افروز حالات

قادیان ۷ رفروری آج بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں زیر صدارت جناب شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال صدر انجمن احمدیہ قادیان مشرقی افریقہ میں تیرہ سال مسلسل فریضہ تبلیغ کامیابی سے ادا کرنے کے بعد زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے آنے والے دو مبلغین مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب خلیل اور مکرم حکیم محمد ابراہیم صاحب فاضل کے اعزاز میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد پہلے مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب فاضل نے اپنے تبلیغی حالات سناتے ہوئے ایک دلچسپ اور ایمان افروز تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ ۲۸ فروری ۱۹۴۷ء میں قادیان سے مشرقی افریقہ کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ اور گذشتہ ۱۴ سال میں کینیا۔ ٹانگانیکا اور ٹبورا میں تبلیغی خدمات انجام دینے کا موقع ملا ہے۔ مکرم شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ کے پاس ابتداء میں چار ماہ سواحیلی زبان سیکھنے کے بعد نیروبی میں تعینات ہوئے جہاں چار سال تک امامت، درس القرآن اور بچوں کی تعلیم اور دیگر تربیتی امور سرانجام دیئے۔

وہاں کے حالات بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ وہاں افریقن اور ایشین آبادیاں الگ الگ ہیں۔ اور عموماً ایشین لوگ افریقنوں سے متنفر رہتے ہیں۔ اور ان کی آبادی میں نہیں جاتے اس کے باوجود میں افریقن آبادی میں جاتا۔ اور انہیں اُن کی زبان میں تبلیغ کرتا۔ چنانچہ ایک روز جبکہ میں اسی افریقن آبادی میں جارہا تھا تو ایک افریقن عیسائی سے ملاقات ہوئی۔ اور اس کے دریافت کرنے پر میں نے اپنا تعارف کرایا۔ اور اس نے اس بات پر بڑا تعجب کیا کہ ایک ایشین افریقن آبادی میں آگیا۔ اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جبکہ اس کے چائے پیش کرنے پر میں نے شکریہ کے ساتھ اس کی دعوت کو قبول کیا۔ چنانچہ یہی چیز وہاں تبلیغ کا بہترین ذریعہ بن گئی دوران تبلیغ جب اناجیل کے حوالہ جات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت سے نجات ثابت کر کے آپ کی طبعی وفات ثابت کی تو وہ لاجواب ہو کر کہنے لگا آپ کے دلائل بڑے پختہ ہیں۔ اور یہ مسئلہ ہمارے لئے بالکل نیا ہے۔

میدان تبلیغ میں پیش آمدہ مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بتایا کہ وہاں ننانوے فیصدی آبادی لامذہبوں اور عیسائیوں کی ہے اور صرف ایک فیصدی مسلمان ہیں۔ مگر یہ مسلمان بھی نماز روزے سے کلیتۂ ناواقف اور اخلاقی طور پر نہایت گرے ہوئے ہیں۔ ایسے مسلمانوں کا وجود تبلیغ میں ممد و معاون ہونے کی بجائے بسا اوقات احمدی تبلیغی افراد کے لئے امتحان کا موجب بن جاتا ہے۔

الٰہی تائید و نصرت کے ذکر میں آپ نے ایک مسجد کی تعمیر کی تفصیل بیان کی کہ کس طرح اللہ تعالےٰ نے ایک احمدی کے دل میں تحریک کی جس نے اپنے خرچ پر مسجد بنوا دی۔ اور ایک موقعہ پر غیر احمدیوں کی مخالفانہ سازش کے بد اثرات سے محفوظ رکھا۔ اور اسی طرح جبکہ آپ ایک بچہ کے ہمراہ ایک سڑک پر جنگل میں سے گذر رہے تھے تو اللہ تعالےٰ نے بہت موٹے اژدھا سے بچایا اور بجائے اسکے کہ وہ ان پر حملہ کرتا خود اسے بھاگنے کیلئے راستہ نظر نہیں آتا تھا۔

تقریر کے اختتام پر آپ نے بیان کیا کہ افریقہ کی سرزمین میں احمدیت کا مستقبل نہایت شاندار اور تابناک ہے۔ اللہ تعالےٰ غیر لوگوں کے دلوں میں اسلام اور احمدیت کی قبولیت کیلئے تحریک کر رہا ہے۔ چنانچہ جہاں ننانوے فیصد لوگ لامذہب اور بے دین تھے۔ اب وہاں دو اڑھائی ہزار مخلص احمدی مسلمانوں کی جماعت قائم ہو چکی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اسکے بعد مکرم حکیم محمد ابراہیم صاحب فاضل نے تقریر کی۔ آپ نے سب سے پہلے افریقن احمدی بھائیوں کا السلام علیکم پہنچایا جو کئی کئی میل سے ننگے پاؤں چلتے ہوئے انکی روانگی کے وقت ان سے ملنے آئے تھے۔ آپ نے بتایا کہ وہاں کے لوگوں پر قادیان کے درویشوں کا نہایت اچھا اثر ہے پچھلے دنوں جبکہ یہاں سے ایک افریقن احمدی قادیان آکر اپنے وطن واپس گیا اور درویشان کی خدمت اپنی مہمان نوازی وغیرہ کا ذکر کیا تو ان پر بہت ہی اچھا اثر ہوا۔ آپ نے بیان کیا اللہ تعالےٰ اپنے سلسلہ کی خاص طور پر نصرت اور تائید فرماتا ہے۔ وہاں پر مسیحی مشنوں پر اگرچہ کروڑوں پونڈ خرچ کئے جا رہے ہیں مگر جو کامیابی اسلام اور احمدیت کو ہو رہی ہے اس کا عشر عشیر بھی عیسائیت کو حاصل نہیں۔

احمدی مبلغین کی الٰہی حفاظت کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ وہ جنگل میں جا رہے تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص جو انہیں پہلے بھی دھمکیاں دے چکا تھا ایک چھرا تیز کر رہا ہے مگر جونہی اس

(بقیہ از صفحہ ۔۔۔)

نے انہیں دیکھا تو یکدم اُس کی حالت بدل گئی۔ اور وہ اُنہیں اپنے گھر لے گیا۔ اور چائے وغیرہ پلائی۔ آپ نے اُسے مقامی زبان میں ترجمہ شدہ قرآن مجید دیا۔ اور آخر تحقیقات کرنے کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے کئی ایسے واقعات بیان کئے جن میں کئی معزز لوگوں نے محض اپنی خوابوں کی بناء پر اسلام قبول کیا۔ اسی طرح ۵۳ء اور ۵۴ء میں جب پاکستان میں احمدیت کی مخالفت کا طوفان برپا تھا۔ اور ہمیں بھی اپنے یہاں ایسی ہی مخالفت کا سامنا تھا دل بڑا افسردہ اور بارگاہِ ایزدی میں خاص نصرت و تائید کے لئے دست بدعا تھے کہ امریکن رسالہ کا ایک کیمرہ مین اُدھر آنکلا۔ جس نے ہمارا مشن ہاؤس دیکھا۔ مقامی احمدی احباب سے ملا۔ حبشیوں کو تبلیغ کرتے اور اُن کو تعلیم اسلام سے آگاہ کرتے دیکھا۔ اس نے سب نظارں کے فوٹو لئے اور اپنے رسالہ میں جو ساری دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کا نمایاں طور پر ذکر کیا۔ تقریر کے اختتام میں آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" کے پورا ہونے کے آثار نمایاں طور پر نظر آ رہے ہیں۔ جبکہ اونچے طبقہ کے لوگ خود بخود اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔

موجودہ تقاریر کے بعد صاحبِ صدر نے تبلیغ کی راہ میں پیش آمدہ مشکلات کا مختصر طور پر ذکر کرکے احباب جماعت سے مبلغین کرام کے لئے خصوصی دعا کی تحریک کی۔ آپ نے معزز مہمانوں اور اسلام کے مجاہدین کو یقین دلایا کہ قادیان کے تمام درویش ہمیشہ ہی اُنہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے ہیں۔ اور اُن کے لئے ہمیشہ کامیابی اور کامرانی کی دعا کرتے ہیں۔ جب آپ اپنے علاقہ تبلیغ میں واپس جائیں تو قادیان کے درویشوں کی طرف سے پُرخلوص اور محبت بھرا اسلام پہنچائیں۔

بالآخر حضرت حاجی محمد دین صاحب (صحابی) نے ایک پُرسوز اجتماعی دعا کرائی اور یہ مختصر روحانی مجلس برخواست ہوئی۔ وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔

مرتبہ:-

خاکسار بشیر احمد ناصر بی۔ اے گیانی

قادیان دارالامان

مسائل رمضان

از مولوی محمد عمر صاحب مالاباری متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر قائم ہے ان میں روزہ تیسرا بنیادی رکن ہے جس کی اہمیت اور حکمت کو خدا تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے کہ یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (البقرہ ع ۲۳) یعنی خدا تعالیٰ نے اُمت محمدیہ پر روزے فرض کئے ہیں جس طرح گذشتہ امم پر فرض کئے گئے تھے تاکہ اس کے ذریعہ اپنے اندر تقویٰ و طہارت پیدا ہو۔ اس آیہ کریمہ میں خدا تعالیٰ نے روزہ کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ وہ حکم ہے جو سابقہ اُمتوں پر بھی موجود تھا اور اس کی افادیت اور ضرورت کے پیشِ نظر اِسے آخری شریعت میں بھی قائم کیا گیا ہے اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ روزہ کی اصل غرض و غایت تقویٰ پیدا کرنا ہے۔

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے روزے کی ادائیگی کے لئے بعض احکام صادر فرمائے ہیں ان میں سے بعض افادۂ احباب کی خاطر درج ذیل کئے جاتے ہیں

رمضان کی ابتداء و انتہاء

رمضان کا چاند دیکھ کر (اور اگر مطلع صاف نہ ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کریں) تو رمضان شروع ہوتا ہے۔ اگر آسمان ابر آلود ہو تو ایک مسلمان کی گواہی کافی ہے اور اگر مطلع صاف ہو تو پھر کثیر گواہوں کی ضرورت ہے۔

بیمار اور مسافروں کیلئے احکام

جو شخص مسافر یا بیمار ہو وہ اور دنوں میں ان روزوں کو ادا کر سکتا ہے۔ شریعت نے مرض اور سفر کے لئے کوئی حد مقرر نہیں کی۔ بلکہ و استفت نفسک کے مطابق ہر ایک کے نفس پر اس کو چھوڑا ہے۔ لیکن جو دائم المریض ہو یا ضعیف اور عمر رسیدہ شخص ہو یا حاملہ یا مرضعہ ہو تو اس پر روزہ نہیں۔ بلکہ ہر روز فدیہ کے طور پر ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ جس شخص کا سفر اس کی ملازمت کے فرائض اور کسب میں داخل ہو جیسے محکمہ ریل و ڈاک کے ملازم اور کمپنیوں کے ایجنٹ وغیرہ ہیں ان کے متعلق یہ حکم ہے کہ وہ لوگ مسافر نہیں ان کو روزہ رکھنا چاہئیے۔

روزہ میں مندرجہ ذیل باتیں جائز ہیں!

بھول کر کھانا پینا آئینہ دیکھنا مسواک کرنا۔ نہانا۔ بدن اور سر کو تیل لگانا۔ سرمہ لگانا۔ آنکھوں میں دوائی ڈالنا۔ خوشبو سونگھنا۔ عطر کا سونگھنا۔ کان میں پانی چلا جانا۔ خود بخود قے آنا۔ خواب میں غسل کی حاجت ہونا۔ ان باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

جن باتوں سے قضاء واجب ہوتی ہے

سیّد (افطاری) سمجھ کر روزہ افطار کر دے۔ یا غلطی سے صبح صادق کے بعد سحری کھا لے۔ قصداً منہ بھر کے قے کرے۔ کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جائے۔ کنکر یا لوہے وغیرہ کو نگل جائے۔ ان صورتوں میں صرف اس دن کے روزے کا قضاء ہے۔ کوئی کفارہ نہیں۔ لیکن جو شخص رمضان میں روزہ رکھنے کے بعد جان بوجھ کر بغیر کسی عذر کے روزہ توڑ دے یا اپنی بیوی سے صحبت کرے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اس پر قضاء اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام کو آزاد کیا جائے یا ساٹھ روزے متواتر رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

متفرقات

سحری دیر سے اور افطاری جلدی سے کرنا مسنون طریق ہے۔ افطار کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لینا چاہئیے کہ اللّٰھم لک صمت وعلیٰ رزقک افطرت۔ یعنی اے میرے خدا میں نے تیرے ہی خاطر روزہ رکھا تھا اور تیرے ہی دیئے ہوئے رزق پر اس کو میں کھولتا ہوں۔

روزے میں لغو باتیں کرنا اور لڑائی جھگڑوں میں حصہ لینا منع ہے اگر کوئی لڑائی پر آمادہ ہو تو اس سے کہنا چاہئیے کہ میں روزے سے ہوں۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ

رُبَّ صائمٍ لیس لہٗ من صیامہ الّا الجوع

یعنی کئی روزہ دار ایسے ہیں جن کا روزہ بھوکا رہنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ کیونکہ وہ روزے کی اصل حقیقت اور روح یعنی تقویٰ کو اخذ کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

اسلئے ہمیں خاص طور پر رمضان المبارک کے مہینہ میں دین کے اس اہم فریضہ کو ادا کرتے ہوئے تقویٰ کی حقیقت کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا چاہئیے۔

ماہِ رمضان اور رحمت کا نشان

نتیجۂ فکر حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

دوستو! مژدہ کہ ماہِ رمضان آتا ہے — نفسِ سرکش کے لئے سنگِ فساں آتا ہے
وہ رہ دورِ مسیحائے زماں آتا ہے — وہ جو اسلام کی ہے روحِ رواں آتا ہے
چودھویں بس بعد شوکت و شان آتا ہے — یعنی اللہ سے رحمت کا نشاں آتا ہے
تین کو چار کرے گا وہ کئی رنگوں میں — صاحبِ حشمت و سلطانِ جہاں آتا ہے
دینِ اسلام کو اکناف میں پہنچائے گا — لے کے یہ اپنی صداقت کا نشاں آتا ہے
۔۔۔ سما پر جو حکومت ہو زمیں پر قائم — خود خداوندِ جہاں جلوہ کشاں آتا ہے
گر منا ہے کہ مل جائے مقامِ محمود — تو تہجد کا، تبتّل کا، سماں آتا ہے
درس و تدریس میں قرآن کی مشغول رہو — کہ یہی شغل تو مقصود زماں آتا ہے
طالبِ فضل کمر باندھ لیا کرتا ہے — امتحان کے لئے جب وقتِ عیاں آتا ہے

عاجز اکمل کو ملیں کچھ تبرکاتِ رمضاں
دوستو! مژدہ کہ ماہِ رمضاں آتا ہے

زمین کے کناروں تک اسلام کے تبلیغی مشنوں کا قیام

مصلح موعود کی اولوالعزمی کا درخشندہ ثبوت

از جناب مسعود احمد صاحب دہلوی بی۔اے ایڈیٹر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

اللہ تعالیٰ نے اسلام کی صداقت اور قرآن مجید کی حقانیت کے اظہار کے لئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس اولوالعزم فرزند کی بشارت دی تھی اُس کی ایک واضح علامت یہ بیان فرمائی تھی کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت حاصل کریں گی۔ مصلح موعود کی شہرت اور قوموں کے حصول برکت سے لازمی طور پر یہ مراد بھی تھی کہ اسکے ذریعے اسلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہونچے گی اور ہر قوم اور ہر ملک کے لوگ اُس کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے اس امر کی گواہی دیں گے کہ انہیں یہ برکت اسی مقدس وجود سے ملی ہے۔

چنانچہ آج اپنے اور پرائے سب اس امر پر گواہ ہیں کہ اشاعت و غلبۂ اسلام کا یہ وعدہ مصلح موعود کے ذریعہ اول دن سے ہی اس شان کے ساتھ پورا ہوتا چلا آرہا ہے کہ دنیا اس کی موعودہ اولوالعزمی اور اس کے ذریعہ اسلام کی ہر طرف اور ہر سمت میں پیشقدمی کو دیکھ کر ورطۂ حیرت میں پڑی ہوئی ہے۔ جو چیز پہلے ناممکن نظر آتی تھی آج وہ حقیقت کا جامہ پہن کر خدا تعالیٰ کی ہستی، نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی صداقت کا ناقابل تردید ثبوت پیش کر رہی ہے۔ آج سے نصف صدی قبل دنیا کے حالات کو دیکھتے ہوئے کون کہہ سکتا تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک انقلاب رونما ہوگا کہ کسی ایک ملک میں نہیں بلکہ دنیا کے کونے کونے میں عیسائیت کی بڑھتی ہوئی یلغار یکدم رک جائے گی اور اس کی بجائے اسلام جو صدیوں سے پسپا ہو رہا تھا پوری ظفرمندی کے ساتھ آگے بڑھنے لگے گا۔ آج اسلام کو ہر طرف آگے ہی آگے بڑھتا ہوا دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا چشم زدن میں دنیا کی کایا پلٹ گئی ہے پہلے اسلام آگے آگے بھاگ رہا تھا اور عیسائیت اس کا پیچھا کر رہی تھی۔ لیکن آج عیسائیت شکست کھا کر ہر طرف پسپا ہو رہی ہے اور اسلام اس کا تعاقب کر رہا ہے۔

یہ انقلاب مصلح موعود کے ذریعے اُس خدا نے خود ظاہر کیا ہے جس نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو اپنے الہام خاص کے ذریعے اس کی خبر دی تھی۔ آج یہ دیکھ کر حیرت کی انتہا نہیں رہتی کہ گذشتہ چالیس سال کے اندر اندر کرۂ ارض کے گرد تبلیغ اسلام کے مراکز کا ایک زبردست سلسلہ قائم ہو چکا ہے اور ملک ملک اور علاقے علاقے میں مصلح موعود کے بھیجے ہوئے مبشرین اسلام ایک طرف عیسائیت کو للکار رہے ہیں اور دوسری طرف لوگوں کو حق و صداقت کی طرف دعوت دے دے کر انہیں حلقہ بگوش اسلام بنا رہے ہیں۔ تبلیغ اسلام کے یہ مراکز دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک یورپ، ایشیا، افریقہ، شمالی اور جنوبی امریکہ کے وسیع علاقوں اور دور دراز جزائر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ الغرض خشکی اور تری ہر جگہ اور ہر سمت میں خدائے واحد کے نام اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی منادی ہو رہی ہے۔ مصلح موعود ایدہ الودود کی بلند پایہ اسلامی تصانیف اور آپ کے بھیجے ہوئے ان مجاہدین اسلام کی مسلسل جدوجہد اور جانتوڑ مساعی کے نتیجے میں حالات رفتہ رفتہ پلٹا کھا رہے ہیں۔ اب مغرب میں یقینی طور پر اسلام کے حق میں ایک زبردست رو پیدا ہو چکی ہے۔ اسلام کا ایک نئے زاویۂ نگاہ سے مطالعہ کرنے میں دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ اور پسندیدگی اور تعریف و توصیف کا ایک نیا رجحان صدیوں پرانے تعصب کی جگہ لے رہا ہے۔ اس روز افزوں دلچسپی اور تعریف و توصیف کے بڑھتے ہوئے رجحان کا اندازہ خود مغربی مصنفین کی اُن کتابوں سے بھی ہوتا ہے جو اسلام پر اُن کی طرف سے شائع ہو رہی ہیں۔ اسلام کی اس نمایاں اور عظیم فتح میں نہ حکومتیں حصہ دار ہیں اور نہ دنیا کے دوسرے صاحب ثروت مسلمان۔ یہ انقلاب اگر رونما ہوا ہے تو مصلح موعود کی زیر قیادت جماعت احمدیہ کی زبردست تبلیغی مہم سے، اس کی دلوں کو موہ لینے اور مسخر کرنے والی حسین و جمیل تفسیر سے، نئے حالات اور نئے تقاضوں کے مطابق اسلام کی پُر اثر توجیہہ و تعبیر سے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرۃ مقدسہ کو نئے زاویوں سے پیش کرنے کے انتہائی مؤثر انداز سے اور سب سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی اُس موعودہ تائید و نصرت سے جس کا خاص پیشگوئی مصلح موعود کے ضمن میں اس نے مسیح پاک علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا۔

آج دنیا بھر کے اخباروں میں جس کثرت سے جماعت احمدیہ کی ان تبلیغی مساعی اور اُن کے نتیجہ میں اسلام کی روز افزوں ترقی کا ذکر آ رہا ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ تمام پڑھے لکھے اور اخبار بین حضرات اس سے اچھی طرح آگاہ اور باخبر ہیں۔ ذیل میں ہم مانہ انتشال جماعت کے ان تبلیغی کارناموں سے متعلق امریکی اخباروں کے دو نئے اقتباس درج کرتے ہیں تا کہ اندازہ ہو سکے کہ آج سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ الودود کے ذریعے دنیا میں اسلام کو جو سربلندی اور فتح حاصل ہو رہی ہے اپنے تو اپنے اغیار بھی دل سے اس کے معترف ہیں۔

افریقہ میں اسلام کا مؤثر دفاع اور پیشقدمی

ابھی نصف صدی قبل تک حالت یہ تھی کہ عیسائی پادری افریقہ کے پورے برِّ اعظم کو گھڑے کی مچھلی کی طرح اپنا یقینی، قطعی اور سب طرف سے مرغ میں پھنسا ہوا شکار سمجھتے تھے۔ ان کے لئے وہاں کسی قسم کی مزاحمت نہ تھی۔ اسلام کا دفاع کرنے والا کوئی ایک فرد و بشر نہ تھا اور میدان بالکل صاف تھا۔ یورپ اور امریکہ کی مشنری سوسائٹیوں نے ہزاروں ہزار پادری وہاں بھیج کر علاقوں کے علاقے عیسائی بنا لئے اور بہت وسیع پیمانے پر سکول اور ہسپتال وغیرہ کھول کر افریقی آبادیوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور وہ انہیں اپنا نجات دہندہ سمجھنے لگے۔ بالآخر جنگ عظیم اوّل کے بعد سیدنا حضرت المصلح الموعود نے افریقہ کی طرف توجہ فرمائی اور وہاں مبلغ بھیج کر اسلام کے دفاع کا ایک مستحکم نظام قائم فرمایا۔ چنانچہ انہی مبلغین کی مجاہدانہ مساعی کے نتیجہ میں اب وہاں مشرقی اور مغربی افریقہ کے وسیع علاقوں میں سینکڑوں کی تعداد میں مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ اور اسی لحاظ سے نہایت وسیع پیمانے پر احمدیہ جماعتوں کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ افریقن بچوں کی تعلیم و تدریس کے لئے درجنوں اسلامی سکولوں کا قیام اس کے علاوہ ہے۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کے اس مؤثر دفاع کی وجہ سے اب عیسائی پادریوں کو افریقی باشندوں کو عیسائی بنانے میں سخت مشکلات اور دقتیں پیش آ رہی ہیں اور اس کے بالمقابل اسلام بڑی سُرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے۔

افریقہ میں عیسائیت کی اس پسپائی کو روکنے اور اُسے سہارا دینے کے لئے امریکہ کے مشہور عیسائی منّاد ڈاکٹر بلی گراہم نے افریقہ کے ملکوں کا وسیع دورہ کیا تھا اور اس دورے میں اُنہوں نے پبلک لیکچروں کے ذریعے عیسائیت کے حق میں ایک زبردست رَو پیدا کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ جہاں بھی گئے اُنہوں نے دیکھا کہ اب پہلے کی طرح میدان ہموار نہیں ہے بلکہ ہر جگہ ہر مقام پر احمدی مبلغین ان کا مقابلہ کرنے کے لئے موجود ہیں۔ چنانچہ نیروبی، لیگس، اباد ان منرووبیہ اور فری ٹاؤن وغیرہ میں احمدی مبلغین نے اسلام کی نمائندگی کا فرض ادا کرتے ہوئے جس ظفرمندی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اس کے متعلق دنیا بھر کے اخباروں میں بکثرت خبریں شائع ہوتی رہی ہیں۔ اب تک جو خبریں منظر عام پر آچکی ہیں اُن کے علاوہ امریکہ سے شائع ہونے والے عیسائیوں کے مشہور رسالے "مسلم ورلڈ" کی ایک اشاعت میں بھی ڈاکٹر گراہم کے اُس دورے پر تبصرہ شائع ہوا ہے۔ مغربی افریقہ میں جماعت احمدیہ کے رئیس التبلیغ مکرم مولوی نسیم سیفی صاحب نے نائیجیریا کے شہر لیگس اور ابادان میں جس طرح ڈاکٹر گراہم کا مقابلہ کر کے اسلام کے خلاف اُن کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا۔ اور خود عیسائیوں پر اس کا جو اثر ہوا، اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس تبصرہ میں لکھا ہے:۔

"ریورنڈ ڈاکٹر بلی گراہم نے اپنے افریقہ کے تبلیغی دورے میں جو ۲۱ رجنوری ۱۹۶۰ء کو منروویہ میں شروع ہو کر ۱۳ رمارچ ۱۹۶۰ء کو قاہرہ میں ختم ہوا اپنے کے قریب عظیم اجتماعوں سے خطاب کر کے اہلِ افریقہ تک عیسائیت کا پیغام پہنچایا۔ چونکہ نسلی امتیاز

کی پالیسی کے خلاف احتجاج کے طور پر انہوں نے یونین آف ساؤتھ افریقہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تھا اس لئے وہ وہاں نہیں گئے۔

نائیجیریا میں جہاں واضح طور پر مسلمانوں کی بہت بھاری اکثریت ہے انہوں نے دو ہفتہ کے اندر اندر پانچ شہروں کا دورہ کیا۔ ایک اطلاع کے مطابق ابادان میں چالیس ہزار کے مجمع میں سے قریباً ساڑھے آٹھ سو اشخاص نے جن میں مسلمان اور مشرک دونوں شامل تھے آگے آکر عیسائیت قبول کی۔ اپنے لیکچروں میں ڈاکٹر گراہم نے صلیب یافتہ مسیح، اس کے دکھوں اور مصائب نیز صلیب کی روحانی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے ہر جگہ اس امر پر خاص زور دیا کہ مسیح کا شاگرد ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ اور اس کی کیا قدر و قیمت ہے۔

مسٹر نسیم سیفی نے جو نیگس میں جماعت احمدیہ کے بڑے سرگرم مبلغ ہیں قرآن کے متعلق ڈاکٹر گراہم کی بیان کردہ ایک بات سے اختلاف کیا اور انہیں اس بارہ میں چیلنج دے کے رنگ میں پبلک مناظرہ کے لئے للکارا۔ مسٹر گراہم اس دعوت کو پی گئے۔ اور انہوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ یہ واقعہ ہی بنیادی تھا۔ رسالہ "دی کرسچن سنچری" (بابت ۱۷ر و ۲۴ر جنوری ۱۹۶۱ء) کے اُن دو ادارتی مقالوں کا جن میں اُس نے اس امر کی ضرورت پر زور دیا کہ عیسائیوں کو دوسرے مذاہب کے متعلق کوئی بیان دینے سے قبل اُن مذاہب کے بارہ میں اپنے علم کو زیادہ ٹھوس اور پختہ بنانا چاہیئے۔ رسالہ مذکور نے اس ضمن میں دعوت و تذکیر کی اقدام سے متعلق انٹرنیشنل مشنری کانفرنس اور شکاگو میں منعقدہ حالیہ مذاکرات کی طرف بھی توجہ دلائی۔ ڈاکٹر گراہم نے اس رسالہ کے نام ایک بھری تار کے ذریعے اس کے ادارتی مقالوں کو سراہا تاہم لکھا کہ میں نے اپنے سالہ سے دورے میں مسلمانوں کے خلاف قطعاً کوئی بیان نہیں دیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک پمفلٹ جو غالباً مسٹر نسیم سیفی کا ہی تحریر کردہ تھا اور جس کا عنوان تھا "یاد رکھنے کے قابل پانچ باتیں" لیگس میں ڈاکٹر گراہم کی آمد کے موقع پر تقسیم کیا گیا تھا۔ وہ پانچ باتیں یہ تھیں (۱) مسیح خدا کا بیٹا نہیں تھا (۲) وہ صلیب پر نہیں مرا (۳) وہ مرنے کے بعد جی نہیں اٹھا (۴) وہ آسمان پر نہیں گیا (۵) وہ دوبارہ واپس نہیں آئے گا۔"

(دی مسلم ورلڈ، بابت جولائی ۱۹۶۰ء)

اوہائیو کے دارالحکومت "کولمبس" میں اشاعتِ اسلام

امریکہ میں جماعت احمدیہ کا مشن ۱۹۲۱ء میں قائم ہوا تھا۔ جبکہ سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ الودود نے مسیح پاک علیہ السلام کے حواری حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحبؓ کو بغرضِ اعلائے کلمۂ اسلام وہاں بھجوایا۔ اُس وقت کے بعد سے اب تک وہاں متعدد شہروں میں باقاعدہ تبلیغی مراکز قائم ہو چکے ہیں اسی طرح متعدد مساجد کا قیام بھی عمل میں آچکا ہے۔ حال ہی میں ڈیٹن میں ایک مسجد تعمیر ہوئی ہے۔ واشنگٹن، نیویارک، پٹسبرگ، شکاگو، انڈیانا پولس، بالٹی مور، ینگس ٹاؤن، ہل واکو، کلیولینڈ، لاس انجلیز اور سینٹ لوئیس وغیرہ میں باقاعدہ احمدی جماعتیں قائم ہیں۔ وسیع پیمانے پر بلند پایہ اسلامی لٹریچر شائع کر کے اس کے نسخے سینکڑوں لائبریریوں میں پہنچا دیئے گئے ہیں۔ احمدی مبلغین کی تبلیغی کوششوں کے نتیجے میں وہاں اسلام میں دلچسپی دن بدن بڑھ رہی ہے وہاں کے علمی طبقے میں اسلام کا نئے زاویوں سے عمیق مطالعہ کیا جا رہا ہے اور اس طرح اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دُور ہو ہو کر اسلام کے حق میں بہت سازگار فضا پیدا ہو رہی ہے۔ ہمارے ایک مبلغ مکرم امین اللہ خاں صاحب سالک نے دسمبر ۱۹۶۰ء کے اواخر میں اوہائیو کے دارالحکومت کولمبس کا دورہ کیا تھا۔ وہاں کے دو ٹیلیویژن اسٹیشنوں نے ان کے انٹرویو نشر کئے۔ نیز اخبارات نے ان کی آمد کی غرض یعنی اشاعتِ اسلام سے متعلق نمایاں طور پر خبریں شائع کیں۔ وہاں کے ایک اخبار "کولمبس سٹیزن جرنل" نے ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۰ء کی اشاعت میں جو نوٹ شائع کیا اُس کا عنوان یہ تھا "کولمبس میں اسلام کی طرف سے عیسائیت کے بالمقابل لوگوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنانے کی جدوجہد" اس نوٹ کا (جس کے درمیان میں اخبار نے مکرم امین اللہ خاں صاحب کا فوٹو بھی شائع کیا) ترجمہ درج ذیل ہے:-

"اسلام کے پیروؤں کا کہنا ہے کہ افریقہ کی نئی قوموں میں جہاں عیسائیت اور اسلام دونوں افریقیوں کو اپنے اپنے مذہب کا حلقہ بگوش بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسلام کے حق میں تحریک زور پکڑ رہی ہے۔ دریں اثناء خود ہمارے اپنے گھر (امریکہ) میں لوگ محمدؐ کے مذہب میں بہت زیادہ دلچسپی کا اظہار کر رہے ہیں۔

اس امر کی ایک او رنشاندہی یہاں پیر کے روز ہوئی۔ جماعت احمدیہ نے جو اسلام کا ہی ایک فرقہ ہے اپنے ہیڈکوارٹر ربوہ (پاکستان) سے مختلف علاقوں اور مقامات میں اپنے مبلغ بھیج کر اپنے اثر و نفوذ کو ساری دنیا کے گرد وسیع کر دیا ہے۔ اور ان مقامات میں کولمبس کا شہر بھی شامل ہے امین اللہ خاں نے جو مبلغِ اسلام کی حیثیت سے حال ہی میں یہاں پہنچے ہیں ایک ملاقات میں کہا کہ یہ بتانا مشکل ہے کہ امریکہ میں مسلمانوں کی تعداد کتنی ہے انہوں نے بتایا کہ وہ اسلام میں دلچسپی رکھنے والے بعض لوگوں کی درخواست پر ہی اس شہر میں آئے ہیں۔ یاد رہے اُن کی آمد کا مقصد تبلیغی مشن قائم کرنا ہے۔ اسلام کے متعلق غلط فہمیاں دور کرنا اور اسلام کو اس کی حقیقی اور اصل شکل میں پیش کرنا ہے۔

یہ کیا مذہب ہے جس نے ایک ایسی دُنیا میں جس میں عیسائی ۵۱۲،۴۴،۶۲،۵۵،۴ کی تعداد میں آباد ہیں۔ ۶۹۸،۰۶،۲۶،۴۲،۴ افراد کو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے۔ اور جو افریقہ میں ۵۸۳،۸۷،۰۱،۶۰،۸ لوگوں کے دل جیتنے میں کامیاب رہا ہے۔ جبکہ عیسائیت وہاں ۲،۸۲،۴۳،۵۳،۰۲،۰۳ افراد کو ہی اپنا حلقہ بگوش بنا سکی ہے؟ اس میں ایسی کیا کشش ہے؟

مبلغِ اسلام نے اس کا یہ جواب دیا کہ "اسلام ہی وہ حقیقی مذہب ہے جو تمام قوموں اور نسلوں کے لئے آیا ہے۔ یہ خدا کی مرضی اور اس کے احکام کے آگے جھکنے اور سرِ تسلیم خم کرنے اور اس طرح امن اور سلامتی سے ہمکنار ہونے کی تعلیم دیتا ہے۔"

مسلمان تمام معروف او رغیر معروف نبیوں کی بیان کردہ ابدی صداقتوں پر ایمان رکھتے ہیں وہ مسیح کو بھی خدا کا ایک برگزیدہ نبی مانتے ہیں ان کی احکام کی کتاب قرآن ہے۔ یہ اُن تمام صداقتوں پر مشتمل ہے جو محمدؐ پر بذریعہ وحی نازل ہوئیں اور جنہیں ساتھ کے ساتھ محفوظ کیا جاتا رہا۔

اسلام تثلیث کا مخالف ہے، وہ اس امر سے انکار کرتا ہے کہ باپ، بیٹا اور رُوح القدس تینوں مل کر خدا ہیں۔ وہ اس امر کو بھی تسلیم نہیں کرتا کہ مسیح نے (جسمانی مُردوں کے احیاء وغیرہ کے) معجزات دکھائے یا یہ کہ وہ اکیلا ہی ہے کہ جس کو خدا کا بیٹا کہہ کر پکارا گیا، یا یہ کہ وہ دنیا کے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کی خاطر صلیب پر مرا۔

مسٹر خان نے کہا "یہ باتیں کسی صورت میں بھی ثابت نہیں کی جا سکتیں۔ مسیح چھ گھنٹے صلیب پر لٹکایا گیا اور چونکہ سبت کا دن شروع ہو رہا تھا اس لئے نویں گھنٹے میں اس کو صلیب پر سے اُتار لیا گیا۔ یہ اس لئے ہُوا کہ خدا نے اس کی دُعا قبول کر لی تھی جب قبر میں اُسے لٹایا گیا تو وہ زندہ تھا چنانچہ بعد میں وہ اپنے شاگردوں پر ظاہر ہُوا۔ وہاں سے افغانستان اور پھر کشمیر کی طرف ہجرت کر گیا تاکہ اسرائیل کے گمشدہ قبائل تک خدا کا پیغام پہنچانے کی پیشگوئی پوری ہو۔"

"یہ ہیں وہ باتیں جنہیں پھیلانے کے لئے اسلام کا مشنری یہاں آیا ہے۔"

(کولمبس سٹیزن جرنل ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۰ء)

(بشکریہ الفضل ربوہ)

زکوٰۃ کی اہمیت!

زکوٰۃ کی ادائیگی ہر صاحب نصاب مسلمان کے لئے اسی طرح لازمی اور فرض ہے جس طرح کہ ہر مومن کے لئے نماز ادا کرنا۔ جو شخص ادائیگی زکوٰۃ میں کوتاہی کرتا ہے اسی طرح قابل مواخذہ ہے جس طرح کہ ایک تارک نماز۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے جہاں نماز کا حکم دیا ہے وہاں ہی زکوٰۃ ادا کرنے کا تاکیدی ارشاد بھی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی امر مانع نہیں وہ حج کرے۔ نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ چاہیئے کہ زکوٰۃ دینے والا اسی جگہ (قادیان) اپنی زکوٰۃ بھیجے اور بے زرم کی فضولیوں سے اپنے تئیں بچائے"۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اس بارے میں ارشاد فرمایا کہ:۔

"تیسری چیز جس پر خصوصیت سے اسلام نے زور دیا ہے اور جس کی طرف قرآن کریم میں بار بار توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ روپیہ بے شک کماؤ مگر جو کچھ کماؤ اس پر زکوٰۃ ادا کرو۔ اور اگر کوئی شخص باقاعدگی سے زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو دین کی خاطر کماتا ہے لیکن اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہیں دیتا۔ تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ دنیا محض دنیا کی خاطر کما رہا ہے۔ خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا شوق اس کے دل میں نہیں۔ اگر واقعہ میں اس کے دل میں خدا تعالےٰ کے قرب اور اس کی محبت کو جذب کرنے کا احساس ہوتا اور اگر دنیا کو دین کی خاطر کما رہا ہوتا تو اس کا فرض تھا کہ وہ اپنے مال میں سے خدا تعالیٰ کا حق ادا کرتا۔ اور پوری دیانتداری کے ساتھ کرتا۔ لیکن جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ وہ شیطان کا تابع ہے۔ خدا تعالےٰ کے احکام کے تابع نہیں؟

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ اول ص۳۳۹)

امید ہے کہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے جملہ صاحب نصاب افراد اس فریضہ کی ادائیگی کی طرف جلد توجہ فرمائیں گے۔ کیونکہ زکوٰۃ کے قائم مقام دوسرے چندہ جات نہیں ہو سکتے۔ اور اس سے قوم کے یتامیٰ بیوگان اور غرباء کو وظائف دیئے جاتے ہیں۔ اور ان کے گذارہ کا انتظام مرکز سے کیا جاتا ہے۔

عہدیداران مال اپنے حلقہ کے صاحب نصاب احباب کی زکوٰۃ جلد از جلد وصول فرما کر مرکز میں بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

شادی کی تقریب

میرے بیٹے محمود احمد صاحب چٹا گانگ کی تقریب شادی مورخہ ۱۲/۱۳ کو عزیزہ انیسہ بیگم بنت سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب کے ساتھ بخیر و خوبی انجام پائی عزیز کا نکاح محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے ۲۶ر نومبر کو ربوہ میں پڑھا تھا احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین اور سلسلہ کے لئے بابرکت بنائے۔ آمین۔

الراقمہ فاطمہ بیگم فاضل الہ دین صاحب سکندر آباد دکن

نوٹ۔ محترمہ موصوفہ نے اس خوشی میں مبلغ -/۲ روپے اعانت بدر کے لئے ارسال فرمائے ہیں۔ فجزاھا اللہ احسن الجزاء۔

(مینیجر بدر)

درخواست ہائے دعا

۱۔ عزیزم ناصر احمد خاں ملازم ملٹری کے ہاں مورخہ ۲۸ر جنوری کو لڑکی تولد ہوئی احباب سے دعا کے لئے عرض ہے اللّٰھم عزیزہ نومولودہ کو صالحہ بنائے اور زچہ کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اسے بھی صحت و تندرستی عطا کرے۔ نیز خود میری صحت بھی ٹھیک نہیں رہتی۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی صحت کاملہ عطا کر کے سلسلہ کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔ آمین

خاکسار راجہ غلام محمد خاں احمدی صدر جماعت احمدیہ چک ایرچ کشمیر۔

قابلِ مطالعہ کتب برائے فروخت

مندرجہ ذیل قابل مطالعہ کتب شعبہ نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ قادیان سے نقد قیمت بھجوا کر بذریعہ وی پی حاصل کی جا سکتی ہیں۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔

۱۔ قرآن کریم مع ترجمہ انگریزی نہایت عمدہ ٹائپ اور باریک کاغذ پر حمائل شریف کے سائز پر شائع شدہ ہے۔ ترجمہ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ ہدیہ دس روپے (۱۰٫۰۰)

۲۔ تفسیر صغیر با محاورہ اردو میں تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی لکھی ہوئی۔ ہدیہ اٹھارہ روپے -/۱۸۔

۳۔ المبشرات۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے بعض رؤیا و کشوف پر مشتمل کتاب جو نہایت واضح اور روشن طور سے پورے ہوئے قیمت ۱/۵

۴۔ دعوۃ الامیر۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا وہ معرکۃ الآرا تبلیغی پیغام جو بزبان فارسی امیر امان اللہ خاں والئی افغانستان کو تحریر فرمایا جس کا اردو ایڈیشن ہے اور تبلیغی مقاصد کے لئے بہترین چیز ہے۔ قیمت ۳/۵۰

۵۔ احمدیت یا حقیقی اسلام۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا وہ ایمان افروز لیکچر جو حضور نے لنڈن میں فرمایا اور مسلم و غیر مسلم نے بہت پسند کیا۔ ۵/

۶۔ لائف آف محمدؐ۔ (انگریزی میں حیاتِ طیبہ پر ایک عمدہ کتاب) -/۳

۷۔ مخزن المعارف۔ یہ تفسیر کبیر کا خلاصہ ہے اور حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے داماد میر معین الدین صاحب نے بڑی محنت سے مرتب کیا ہے۔ جس کی تعریف حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمائی ہے اور احباب کو اس کے پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ قیمت ۱۲٫۲۵

۸۔ تاریخ احمدیت حصہ اول و دوم ۹/۰۰

۹۔ تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ دوم۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی رقم فرمودہ تفسیر سورۃ الفرقان اور الشعراء پر مشتمل ہے۔ ہدیہ ۸/۰۰۔

اعلاناتِ نکاح

۱۔ مکرم بشیر الدین خاں صاحب ابن نواب اکبر یار جنگ صاحب بہادر مرحوم کا نکاح مسماۃ صالحہ نسرین صاحبہ بنت مکرم ملک محمد اسمٰعیل صاحب آف کھاگپور کے ساتھ بعوض مبلغ سات ہزار روپیہ اور چار دینار سُرخ حق مہر پر مورخہ ۱۸ر دسمبر ۱۹۶۰ء کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مسجد مبارک قادیان میں پڑھایا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ آمین۔

۲۔ مکرم محمد عثمان خاں صاحب بی۔اے ولد عبد الستار صاحب آف بلاری کا نکاح مسماۃ حبیبہ خاتون صاحبہ بنت مکرم مولوی عزیز دین صاحب آف جمگاؤں کے ساتھ بعوض مبلغ تین ہزار روپیہ حق مہر پر مورخہ ۲۶ر جنوری ۱۹۶۱ء کو مولوی بشیر احمد صاحب خادم مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے پڑھایا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ آمین۔

۳۔ مکرم محی الدین صاحب ولد مولوی عزیز دین صاحب مرحوم آف جمگاؤں کا نکاح مسماۃ مبلینہ خاتون صاحبہ بنت عبد الستار صاحب آف بلاری کے ساتھ مبلغ تین ہزار روپیہ حق مہر پر مورخہ ۲۶ر جنوری ۱۹۶۱ء کو مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے پڑھایا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ آمین۔

نوٹ:۔ مکرم عبد الستار صاحب اور اہلیہ صاحبہ مولوی عزیز دین صاحب مرحوم نے اس خوشی میں پانچ پانچ روپے اعانت "بدر" میں اور پانچ پانچ روپے مساجد فنڈ میں ادا کئے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

۴۔ قادیان ۱۰ر فروری۔ آج بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں محترم مولوی عبد الرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے عزیز محمد عمر صاحب ملا باری متعلم جامعہ احمدیہ قادیان کا نکاح عزیزہ امۃ الحفیظ صاحبہ بنت عبد الحمید صاحب ساکن کنانور (مالابار) کے ساتھ پانچسو روپیہ مہر پر پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

۲۔ خاکسار کے والد محترم میاں اللہ رکھا صاحب پنشنر الا گڑھ ضلع گوجرانوالہ میں سخت بیمار ہیں احباب جماعت سے ان کی صحت کیلئے عاجزانہ درخواست ہے اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔ قریشی محمد شفیع عابد درویش قادیان

رحمت کا نشان - بقیہ صفحہ ۲

میں حمایت اسلام اور ترقی احمدیت پر نگاہ کیجئے تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ بات جو اُس نے اپنے بندے مسیح موعود علیہ التحیۃ والسلام کی زبانی دنیا کو سُنائی بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی اور ہو رہی ہے۔

یہ پیشگوئی بڑی تفصیلات رکھتی ہے مگر طالب حق کے لئے اس کے کسی ایک پہلو کو لے کر اس پر سنجیدگی سے غور کرنے کے نتیجہ میں حق آشکار ہو جاتا ہے۔

پیشگوئی کے آغاز میں اسے قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان قرار دیا گیا ہے۔ غور کیجئے کیا ۱۵ سال سے زائد عرصہ میں حتمی طور پر لڑکا پیدا ہونے کی خبر دینا اور پھر اس کے مطابق لڑکا بھی پیدا ہو جانا۔ اور پھر خود لڑکے کا عمر پا کر سنہری کارنامے بجا لانا قدرتِ خداوندی کا کچھ کم ثبوت ہے۔ کیا یہی چیز بیک وقت حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی خاص رحمت اور اُس کے ہاں دونوں کے درجہ قرب کا واضح اور ناقابل تردید نشان نہیں؟ سچ تو یہ ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کا خاص فضل شامل حال نہ ہو کسی انسان کی طاقت نہیں کہ از خود ایسا کر سکے!

جیسا کہ اوپر بیان ہوا مسیح موعود کی بعثت کی غرض تجدید و احیاء دین اسلام تھی۔ اور آپ کا سچا جانشین اور خلیفہ برحق ہونے کے لحاظ سے مصلح موعود کی نسبت بھی اسی قسم کی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ اگر ایک طرف مصلح موعود کی غرض بعثت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ

"تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو"

تو دوسری طرف پیشگوئی کے آخری حصہ میں اس کی مزید وضاحت ان الفاظ میں بھی کر دی کہ " زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔"

اب یہ باتیں ایسی واضح ہیں کہ معقولی طور پر کسی طرح کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کے موجودہ امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی قیادت میں ایک منظم طریق سے جس طور پر ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کا کام سرانجام دیا جا رہا ہے اور دُنیا کی مشہور زبانوں میں کلام اللہ کے تراجم شائع کر کے اُس کے حقائق و معارف سے اطلاع پانے کے مواقع بہم پہنچائے جا رہے ہیں وہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔

ماسوا اس کے اسلام کی تائید میں آپ نے اپنے تمام اوقات وقف کر رکھے ہیں اور خداداد قابلیت علمی و فائق کلام اللہ کے معارف دقیقہ کے ذریعہ علمی لحاظ سے ہر مخالف کو لاجواب کر دیا۔ اور آپ کے بھیجے ہوئے مبلغین جس میدان میں بھی مخالفین کے مقابلہ میں اُترے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب جگہ احمدی مبلغین کو غلبہ حاصل ہوا۔

آپ نے سینکڑوں پُر معارف علمی لیکچروں کے علاوہ تائید اسلام کے لئے کئی مضامین اور کتابیں تحریر فرمائیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عصر حاضر کے تقاضا کے مطابق قرآن پاک کی وہ لطیف تفسیر لکھی جس کو پڑھ کر اپنے اور بیگانے رطب اللسان ہیں۔ محض خوش اعتقادی کے طور پر نہیں بلکہ بمطابق خوشبو آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید اس تفسیر کی تمام مجلدات موجود ہیں ہر شخص ان کا مطالعہ کر کے اس کا ثبوت حاصل کر سکتا ہے۔ یہ قابلِ قدر تصنیف اس بات کی محکم دلیل پیش کرتی ہے کہ مصلح موعود کی نسبت جو خبر دی گئی تھی کہ — تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو" تفسیر کبیر کے ذریعہ بوجہ اتم پوری ہوئی اور جوں جوں اس کی اشاعت کا دائرہ وسیع ہوتا چلا جائیگا دنیا پر اس کی فضیلت اور نتیجۃً دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا

ہندوستان کے شہری حقوق کی تفویض!

مندرجہ ذیل مستورات جو گذشتہ کئی سال سے پاکستانی پاسپورٹ پر قادیان میں اپنے خاوندوں کے پاس مقیم تھیں۔ مورخہ ۷ رفروری ۱۹۶۱ء کو جناب کلکٹر صاحب بہادر گورداسپور شری کے سی پانڈے صاحب نے ان کو ہندوستانی شہریت کے سرٹیفکیٹ عطا کئے ہیں۔

۱۔ مسماۃ ناصرہ بیگم صاحبہ زوجہ مولوی بشیر احمد صاحب بانگرنی - سرٹیفکیٹ ۳۸
۲۔ مسماۃ زینب بی بی صاحبہ زوجہ محمد صادق صاحب ننگلی - " ۳۹
۳۔ مسماۃ امۃ الحفیظ صاحبہ زوجہ ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر - " ۴۰
۴۔ مسماۃ خورشید بیگم صاحبہ زوجہ ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب " ۴۱
۵۔ مسماۃ حلیمہ بی بی صاحبہ زوجہ بشیر احمد صاحب گھٹیالیاں " ۴۲

ناظر امور عامہ قادیان

ضلع گورداسپور میں ۳۰ دن کے لئے دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ

گورداسپور ۱۰ رفروری ۱۹۶۱ء ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور شری کے سی پانڈے آئی اے ایس کی طرف سے ضلع گورداسپور میں ۳۰ دن کیلئے ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کا حکم جاری کیا گیا۔ جاری کردہ سرکاری حکم نامہ مظہر ہے کہ

"چونکہ سیاسی اور فرقہ وارانہ پارٹیوں نے مردم شماری کے سلسلہ میں پنجابی اور ہندی زبانوں کو لکھانے کے حق میں پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے اور اس پراپیگنڈا سے قومی منافرت پیدا ہوری ہے اور اگر پنجابی اور ہندی زبان کے جھگڑے کے متعلق جلسے اور کانفرنسیں منعقد کی گئیں یا پمفلٹوں اشتہاروں اور دستی اشتہاروں کے ذریعہ پراپیگنڈا کیا گیا تو امن شکنی۔ فساد اور جھگڑے کا خطرہ ہے اسلئے ان اختیارات کی بناء پر جو مجھے ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۱۴۴ کی رُو سے حاصل ہیں فوری ضرورت کے پیش نظر ضلع گورداسپور کی حدود کے اندر مذکورہ پنجابی اور ہندی تنازعہ سے متعلق کسی پبلک جگہ میں جلوس نکالنے جلسہ کا اجتماع منعقد کرنے، اشتہار۔ پمفلٹ اور پوسٹر شائع تقسیم کرنے کی اس حکم نامہ کی تاریخ سے عرصہ تیس ۳۰ دن کے لئے ممانعت کرتا ہوں"

موصی احباب توجہ فرمائیں

بدر کی گذشتہ اشاعت پر تفصیل کے ساتھ موصیوں کے ناموں پر مشتمل کتاب (زیر اشاعت) کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ وہ احباب جن کے ذمہ بقائے ہیں اپنے بقایا جلد صاف کرنے کی کوشش فرمائیں تاکہ ان کے نام اس یادگاری کتاب میں درج ہو سکیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ ماہ فروری ۱۹۶۱ء میں ختم ہے

۱۰۰۸۔ مکرمی سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ
۱۰۶۰۔ " سید عبد الہادی صاحب اورنگ آباد
۱۰۷۴۔ مکرمہ بیگم صاحبہ سیٹھ معین الدین حیدر آباد
۱۲۶۳۔ مکرمی ایم ایس سیٹھ محمد اعظم صاحب معین الدین صاحب حیدر آباد
۱۲۶۳۔ " احمد صاحب ایم۔ اے فاضل لکھنؤ
۱۳۳۲۔ " ایم ابراہیم صاحب پینگاڈی
۱۴۴۴۔ " منور علی خان صاحب سمبلپور
۱۸۲۵۔ " ایم زین العابدین صاحب سورب ڈیپو
۱۵۵۴۔ " ظہور حسین صاحب والی پردہ رسی پی
۱۰۰۶۔ " محسن حسین صاحب چنتہ کنتہ
۱۸۹۶۔ " ایم یو عبید اللہ صاحب مجیشواہ ساوتھ کانرا
۲۰۰۵۔ " محمود جاڑی بیڑی فیکٹری حیدر آباد دکن
۱۷۶۵۔ " دی کے محی الدین صاحب مبئی ۱۱
۱۷۳۱۔ " میاں محمد شفیع صاحب دہرہ کلکتہ
۱۹۰۲۔ مکرمہ سیدہ خورشید النساء بی بی صاحبہ نسر بنگال
۱۹۰۷۔ مکرمی محمد ابراہیم صاحب گنائی بھدرواہ کشمیر
۱۳۶۲۔ مکرمی محمد شمس الحق صاحب پنگال اڑیسہ
۱۰۹۹۔ " حکیم الدین صاحب علی پور کیرہ
۱۰۲۴۔ " خواجہ غلام محمد صاحب بانڈی پورہ کشمیر
۲۰۲۴۔ " محمد یاسین صاحب شوپیاں کشمیر
۲۰۸۵۔ مکرمہ ایس ایم نساء صاحبہ بھوبنیشور
۲۰۸۶۔ مکرمی عبد المجید صاحب ست گون بہار